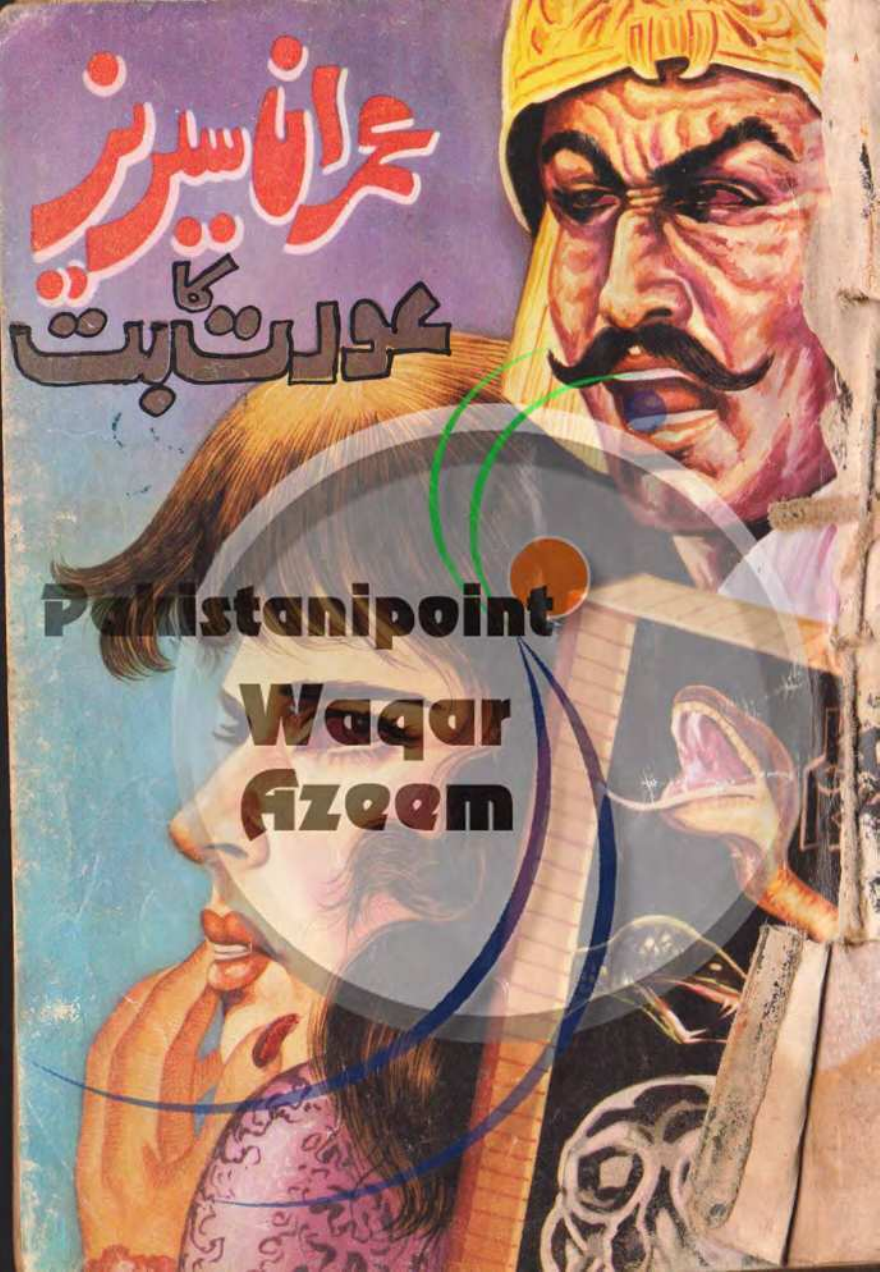

عمران سیریز
عورت کا بت
Pakistanipoint
Waqar
Azeem

عمران سیریز



مظہر کلیم

سگریٹ کا ایک گہرا کش لے کر اس نے دھواں حلق سے نیچے
اتارے بغیر فضا میں اگل دیا جس کی وجہ سے اس کے گرد دھوئیں کی باریک
سی چادر تن گئی۔

وہ ایک خوبصورت تھا چوڑے چکلے سینے اور لمبے قد کا نوجوان
جس کی نیلی آنکھوں میں بلا کی کشش تھی۔ اس کے ہاتھ کی انگلیوں میں
سگریٹ دبا ہوا تھا۔ جبکہ آنکھوں میں سوچ کی لہریں تھیں۔ البتہ چہرہ
سپاٹ تھا۔

وہ گزشتہ ایک گھنٹے سے ریکون کلب میں بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس نے
اسی کے کلب کے دوسرے فلور پر ایک کمرہ کرائے پر لے رکھا تھا۔

اس کلب کو کچھ اس انداز سے بنایا گیا تھا۔ کہ وہ اپنی مثال آپ بن گیا
تھا۔ اور لوگ زیادہ تر اسی کلب میں آنا پسند کرتے تھے۔ کلب کی
بلند و بالا عمارت کو بنانے کے لئے سرخ پتھر استعمال کیا گیا تھا۔

مین گیٹ سے لے کر صدر دروازے تک سنگِ مرمر کا فرش تھا۔ اور
کلب کے چاروں طرف خوبصورت لان بنا ہوا تھا۔

وہ بھی ہال کے اندر ایک کونے میں رکھی ہوئی میز سنبھالے بیٹھا
تھا۔ اور اس کی آنکھوں میں تیرنے والی الجھنیں اس بات کی غمازی کر رہی
تھیں۔ کہ وہ سوچ کی گہرائیوں میں ڈوبا ہوا ہے۔ ہال میں رکھی ہوئی
تقریباً تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ اور وردی میں ملبوس ویٹرس
ادھر ادھر بھاگتی پھر رہی تھیں۔

اسی وقت ایک ویٹرس اس کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی۔ مگر وہ
اپنی پوزیشن میں رہا۔ شاید وہ سوچوں میں غرق تھا کہ ویٹرس کی
آمد کو بھی نہ محسوس کر سکا۔

"جناب" ویٹرس نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"اوں۔ ہاں" اچانک وہ ویٹرس کی آواز پر چونک کر بولا پھر
ویٹرس کو دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"آؤ جناب" ویٹرس نے پھر کہا۔

"ایک کپ کولڈ کافی"

"ابھی لیجئے" ویٹرس یہ کہہ کر آگے بڑھ گئی۔ اس نے اپنے
دیدوں کو سرخ لائٹ کی طرح گردش دی اور چاروں طرف دیکھا اور
کسی کو اپنی جانب متوجہ نہ پا کر مطمئن ہو گیا۔ چند لمحوں بعد کافی اس کے
[illegible] تھی۔

کافی کو اپنے معدے میں منتقل کرنے کے بعد اچانک اس کی آنکھوں میں تیز قسم کی چمک لہرائی۔ اس نے اپنے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈال کر کسی شے کی موجودگی کا احساس کیا۔ پھر اٹھ کھڑا ہوا اور ہال میں چاروں طرف نظریں دوڑاتا ہوا۔ اوپر جانے والی سیڑھیاں طے کرنے لگا۔ جس وقت اس نے سیڑھیاں طے کرنا شروع کی تھیں۔ اسی وقت اس کی میز کے پچھلی طرف پڑی ہوئی میز پر بیٹھا ہوا ایک نوجوان پھرتی کے ساتھ اٹھا اس کے قدم تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ مگر وہ کاؤنٹر پر پہنچ کر رکا۔ بلکہ سیدھے چلتا ہوا چلا گیا۔ اب اس کا رخ مینیجر کے کمرے کی طرف بنی ہوئی پتلی سی راہداری کی طرف تھا۔

ادھر یہ نوجوان سیڑھیاں طے کر کے کوریڈور میں آنے کے بعد ۱۴ نمبر کمرے کی طرف چل دیا۔ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے لاک کھولا۔ اور دروازے کو اندر کی جانب دھکیلتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

کمرے میں گھپ اندھیرا تھا۔ اس نے اندازے کی بنیاد پر آگے بڑھ کر سوئچ آن کر دیا۔ ہلکی سی چٹ کے ساتھ کمرہ روشن ہو گیا۔ ایک صوفے پر کھڑے ہو کر اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ پھر جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں ایک سیاہ رنگ کا ڈبہ دبا ہوا تھا۔ نوجوان نے ڈبے کے کنارے پر لگے ہوئے ایک ننھے سے بٹن

کو پش کیا۔ بٹن کا پش ہونا تھا کہ ڈبے سے زوں زوں کی آوازیں خارج ہونے لگیں۔ جو اس بات کا ثبوت تھا کہ ڈبہ ٹرانسمیٹر ہے۔ نوجوان نے ٹرانسمیٹر کو منہ سے قریب کیا اور بولنے لگا۔

"ہیلو۔۔۔" نوجوان نے ابھی اتنا ہی کہا تھا کہ کمرے میں ڈز کی آواز گونج کر رہ گئی۔ اور نوجوان کی پیشانی میں سوراخ ہو گیا۔ نوجوان کے ہاتھ سے ریوالور چھوٹ کر گر پڑا۔ اور اسی وقت دوسری گولی نے اس کے سینے میں سوراخ کر دیا۔ جہاں سے سرخ سرخ ہونے نکل کر اس کے اوپر تڑپتے ہوئے جسم پر نقش و نگار بنانے شروع کر دیئے۔

نوجوان دھڑام سے فرش پر گرا۔ اور اس کا خون آلود جسم چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

وہ مر چکا تھا۔

کمرے کے اوپر والے روشن دان سے بے آواز ریوالور کی نالی چند لمحے اور کمرے میں جھانکنے کے بعد پیچھے کھسکنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد وہ روشن دان سے غائب ہو گئی۔

عمران نے ناشتے کی میز پر بیٹھ کر چاروں طرف اس طرح دیکھا۔ جیسے وہ سلیمان کو تلاش کر رہا ہو۔ مگر کچھ نظر نہ آنے پر اس نے احمقانہ انداز میں اپنی پلکیں جھپکائیں۔

"سلیمان ابے سلیمان کے بچے" عمران حلق کے بل چیخا۔

"ابھی آیا" سلیمان نے بھی کچن میں سے چلا کر کہا۔

ابے آجا بھائی پیٹ میں شیر دوڑ رہے ہیں" عمران نے کہا۔

اور اسی وقت سلیمان ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں صافی تھی۔ عمران نے اسے سر سے پیر تک گھورا لیکن کا انداز احمقانہ رہا۔

"کیا ہے کیوں گلا پھاڑ رہے ہیں" سلیمان نے غرا کر پوچھا اور عمران نے لرزنا شروع کر دیا۔

بھ... بھ... بھائی سلیمان ناشتہ تن ناشتہ" عمران کے لہجے میں عاجزی تھی۔

"ابھی نہیں بنا۔ بنا رہا ہوں" سلیمان نے اکڑ کر جواب دیا۔

"مجھے تو بھوک لگ رہی ہے" عمران نے دوبارہ کہا۔

"کیوں کیا رات کو دیر سے سوئے تھے۔ سلیمان بھی کائیاں آدمی تھا۔ پیچھا کیسے چھوڑ دیتا۔

"ناشتہ" عمران حلق پھاڑ کر چیخا۔

"ابھی لایا" سلیمان نے بھی دھاڑ کر کہا۔ اور کمرے سے باہر نکل

گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ناشتہ کی ٹرے لئے اندر داخل ہو رہا تھا۔ برتنوں کو میز پر سجا کر وہ کھڑا ہو گیا۔ اور عمران نے اسے احمقانہ انداز میں اسے گھورنا شروع کر دیا۔

"صاحب" سلیمان نے سنجیدگی سے۔ عمران نے کافی کا گھونٹ بھر کر پیالی میز پر رکھی پھر بولا۔

"کیا ہے بے" انداز میں اب بھی حماقت تھی۔

"صاحب کل وہ آئیں تھیں" سلیمان نے کہا۔

"کک.... کون سلیمان" عمران نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ... وہ... مس"

اوہ... ہاں وہ مس یون جیسے ٹریفل جس کی کمر کسی درخت تنومند تنے کی طرح ہے اور ہاتھ کسی فقیر کی لاٹھی کی طرح"

عمران نے سلیمان کی بات اڑا کر اس طرح کہا۔ جیسے اس کی سمجھ میں تمام باتیں آ گئی ہوں۔

"نہیں صاحب اس کو تو میں جانتا بھی نہیں۔ سلیمان نے جھلاتے ہوئے کہا

"اچھا اچھا.... پھر وہ ڈیڑھ ٹانگ والی آئیں ہوں گی وہی.."

"ڈیڑھ ٹانگ والی۔ یہ کون ہے صاحب" اس مرتبہ سلیمان نے عمران کا جملہ کاٹ دیا۔

عمران نے ٹھنڈی سانس لیتے ہوئے کہا۔ اور سلیمان ہونقوں کی طرح عمران کی صورت دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے حیرت جھانک

رہی تھی۔

"کک کون مر گیا صاحب" ! سلیمان نے بوکھلا کر پوچھا۔

"مر گیا ..... کون مر گیا" عمران نے بوکھلا کر پوچھا

"آپ ٹھنڈی سانسیں تو اس طرح بھر رہے ہیں۔ جیسے کوئی مر گیا ہو"

ہوں تو پیارے یہ بات ہے۔ اچھا پیارے ایک بات تو بتا۔"

عمران نے سر کھجاتے ہوئے کہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ سلیمان اسے اپنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

"کیا پوچھئے" سلیمان بولا وہ آنے والی کے متعلق بھی بتانا بھول گیا تھا۔

"تو کھسکنے کے کتنے پیسے لیتا ہے"

"جی ..... ای ... ای" سلیمان نے آنکھیں پھاڑ کر کہا۔

"دفعہ رائٹ ورنہ پورے سوا تنا نوے ڈنڈے"

عمران نے انگریزی کی مٹی پلید کرتے ہوئے کہا۔

اور سلیمان بڑا سا منہ بنا کر کمرے میں باہر نکل گیا۔ عمران ناشتے کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ناشتے سے فارغ ہو کر عمران نے ڈرائنگ روم کا رخ کیا۔

ڈرائنگ روم میں آکر اس نے عام استعمال والے فون کا ریسیور اٹھایا۔

نمبر ڈائل کر کے وہ ریسیور کان میں لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"یس پلیز منیجر آف ریون کلب" سلسلہ ملتے پر ایک مردانہ

آواز آئی۔ مگر عمران آواز سن کر چونک گیا۔ کیونکہ اس نے بولنے والے لہجے میں گھبراہٹ محسوس کر لی تھی۔ اور اسی بات نے اسے چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

"کیا انور صاحب کلب میں موجود ہیں" عمران نے شائستہ لہجے میں پوچھا۔

"جی انور صاحب" دوسری طرف سے ایسے لہجے میں پوچھا گیا جیسے عمران کسی جانور کے بارے میں"

جی ہاں وہ چودہ نمبر کمرے میں جو ٹھہرے ہوئے تھے" عمران نے منہ بنا کر کہا۔

"اوہ ..... وہ۔ تو دیر ہوئی قتل ہو گئے۔ دوسری جانب سے گھبراہٹ بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"کیا ... قتل کر دیئے گئے" عمران کے لہجے میں حیرت کا عنصر شامل تھا

"جی۔ ای ... ہاں ان کو کسی نے گولی مار دی"

"اوہ مائی گڈنس" عمران کے چہرے پر یک لخت سنجیدگی چھا گئی۔ عمران نے منیجر کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ریسیور کیڈل پر دے مارا اور پرائیویٹ روم کی طرف دوڑ لگا دی چند لمحوں بعد وہ پرائیویٹ روم کا پرائیویٹ فون کا ریسیور اٹھائے سلسلہ مل جانے کا انتظار کر رہا تھا۔

"مِس جولیانا۔ دوسری طرف سے سلسلہ ملنے پر جولیا کی آواز آئی۔

"ایکسٹو از دس سائڈ" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"گڈ مارننگ سر" دوسری طرف سے جولیا کی آواز آئی۔

"مارننگ" جولیا صفدر سے کہو کہ وہ ریون کلب جا کر انور نامی ایک نوجوان کے بارے میں معلومات حاصل کرے" ایک گھنٹے بعد مجھے رپورٹ دینا۔

"جناب کوئی خاص بات ہے" کہ جولیا نے پوچھا۔

"ہاں وہ انور نامی نوجوان عمران کا دوست تھا اور اسے کل رات قتل کر دیا گیا ہے" صفدر کو یہی معلوم کرنا ہے کہ وہ قتل ہونے سے پہلے کیا کیا کچھ کرتا رہا ہے۔ اور کہاں کہاں آیا گیا"

عمران نے کہا اس کا لہجہ بدلا ہوا تھا۔

"مگر جناب اگر وہ عمران کا دوست تھا تو عمران نے اسے اپنے فلیٹ میں کیوں نہ رکھا۔!"

جولیا کا سوال سن کر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ کر معدوم ہو گئی۔ "یہ ان کا ذاتی معاملہ ہے۔ صفدر کو میرا حکم دینا وہ رپورٹ دانش منزل کے نمبروں پر دے گا۔ اوور اینڈ آل"

عمران نے کہا۔ اور جولیا کا جواب سنے بغیر رسیور کریڈل پر دے مارا۔ اس کے بعد دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے کے بعد بلیک زیرو کو چند ہدایتیں دیں۔ اور پھر پرائیویٹ روم سے باہر نکل گیا۔

پندرہ منٹ بعد وہ ریون کلب کے صدر دروازے پر کھڑے

ہوئے سنتری سے الجھ رہا تھا۔ چہرے پر ازل سے چھائی ہوئی حماقتیں دوبارہ قبضہ جما چکی تھیں۔

"میں تمہیں اندر جانے نہیں دوں گا"

"لک کیوں بڑے بھائی؟"

"اندر قتل ہو گیا ہے"

"ق .... قتل ہو گیا ہے" عمران نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں اور کپتان صاحب اندر تحقیقات کر رہے ہیں۔"

"ف .... فیاض صاحب"

"ہاں .... یس اب تم چلتے پھرتے نظر آؤ" سنتری نے کہا اور اسی وقت ایس۔ پی فیاض۔ صدر دروازے سے باہر آگیا۔ عمران کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹکا مگر عمران نے اسے دیکھ کر باہیں پھیلا دیں۔

"ہیلو سوپر" عمران نے قلقاری ماری اور اس سے پہلے کہ وہ فیاض سے بغلگیر ہو۔ فیاض نے اسے قہر آلود نگاہوں سے دیکھا۔ اور عمران نے کانپنا شروع کر دیا۔

"تم یہاں کیوں آئے ہو" فیاض غرایا۔

"تم یہاں کیوں آئے سوپر" عمران نے الٹا سوال داغ دیا۔ فیاض دانت پیسنے لگا۔

"میں قتل کی تحقیقات کرنے آیا ہوں"

"مقتول میرا دوست تھا میں اس کی لاش لینے آیا ہوں" عمران نے

ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہوں تو مقتول تمہارا دوست تھا۔ پھر تو تم کو اس مرتبہ میں آہنی زیور ضرور پہناؤں گا۔

یہ حلیہ تمہیں پٹ گیا سوپر کوئی نیا حلیہ اپناؤ۔"

"نیٹ لوں گا تم سے بھی۔" فیاض نے کہا اور اندر داخل ہو گیا۔ عمران پھر بھلا کہاں رک سکتا تھا۔ وہ سنتریوں کے روکنے کے باوجود اندر داخل ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ فیاض کے پیچھے چلتا ہوا سیڑھیاں طے کر کے دوسرے فلور پر واقع کمرہ نمبر ۱۶ کے دروازے پر پہنچ گیا۔

"سوپر..." عمران ہکلایا لہجے میں عاجزی تھی۔

کیا ہے۔" فیاض نے رک کر پوچھا۔

"یار کم از کم لاش تو دیکھنے دو" عمران نے کہا۔

"آؤ میرے ساتھ" فیاض نے اس کی سات پشتوں پر احسان کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔ فیاض جانتا تھا کہ عمران ایسے کاموں میں بہت ماہر ہے۔ اور ہر شے کا سراغ وہ اپنے دماغ کو کام میں لا کر جلد از جلد پتہ لگا لیتا ہے۔ اور یہی سوچ کر اس نے حامی بھر لی کہ ہو سکتا ہے۔ عمران کی مدد سے وہ موجودہ قتل کا معمہ حل کر لے۔

کمرے کے وسط میں انور کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ گولیاں اس کے سینے اور پیشانی پر لگی تھیں۔ عمران کی نظریں بڑی تیزی سے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ اور فیاض وہیں واپس سے

کھڑا ہوا تھا۔ اچانک عمران کی نظر صوفے کے نیچے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر پڑی اور وہ غیر محسوس طریقے سے چونک گیا۔ اس نے کنکھیوں سے فیاض کو دیکھا۔

"سوپر کمرے کی تلاشی لی گئی ہے۔"

"نہیں یہ کام فنگر پرنٹ لینے کے بعد کیا جائے گا۔ فیاض نے کہا۔ اور اسی وقت کمرے کے دروازے پر دستک سنائی دی فیاض دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

جب کہ عمران نے تیزی کے ساتھ جھک کر احتیاط سے ٹرانسمیٹر اٹھا کر جیب میں ڈال لیا اور کمرے سے باہر آ گیا۔

"کوئی خاص بات"

"نہیں نشانات لینے کے بعد لاش اٹھوا دو" عمران نے کہا اور پھر وہ رکا نہیں۔ کلب سے باہر آ کر اس نے اپنی ٹوسیٹر سنبھالی۔

اور چند لمحوں بعد اس کی ٹوسیٹر فلیٹ کی جانب اڑی جا رہی تھی۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ عمران کی نظریں ونڈ شیلڈ سے باہر کا جائزہ لینے میں مصروف تھیں۔ جب کہ دماغ الجھنوں کا آماجگاہ بنا ہوا تھا۔ اور شائد یہ اسی دماغی الجھن کا قصور تھا۔ کہ عمران اپنے تعاقب میں آتی ڈاٹسن کو نہ دیکھ سکا جو کلب سے عمران کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔

بڑے سے ہال نما کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مدھم بلب کی روشنی تاریکی کو دور کرنے کی بھرپور کوشش کر رہی تھی اسی لئے کمرے میں نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ چاروں طرف کی دیواریں سپاٹ تھیں۔ اور کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے عاری تھا۔

البتہ ایک طرف کی دیوار کے پاس ایک دیو ہیکل بت ضرور نصب تھا۔ عورت کا بت جو برہنہ تھی اس بت کے خدوخال اتنے دلکش تھے کہ ایک لمحے کے لئے وہ ملکہ حسن کی طرح نظر آتی تھی۔ ایسا لگتا تھا کہ سنگتراش نے آسمان سے اتری ہوئی اپسرا کو سامنے بٹھا کر اس بت کو تراشا ہو۔ اس کے پتلے پتلے یاقوتی ہونٹوں کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ابھی بول اٹھے گی۔

بڑی بڑی آنکھوں میں دو چھوٹے چھوٹے نیلے بلب لگے ہوئے تھے۔

اسی وقت کمرے میں ہلکی ہلکی گھڑگھڑاہٹ کی آواز گونجنے لگی اور ایک طرف کی دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ پھر ایک لمبا تڑنگا نوجوان جو شکل و صورت سے غیر ملکی معلوم دے رہا تھا۔ کمرے میں آ گیا اس نے بلیو رنگ کی شرٹ پینٹ پہن رکھی تھی جب کہ سفید رنگ کی شرٹ جیب پر سرخ رنگ سے نمبر ۱۰ کے الفاظ درج تھے۔ اس کے کمرے میں آتے ہی دیوار برابر ہو گئی۔ اب اس جگہ ہلکا سا رخنہ باقی بھی نہ تھا۔ کمرے میں آ کر رک گیا اس کا سر جھکا ہوا تھا۔ انداز سے ایسا ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ کسی زندہ انسان کے سامنے کھڑا ہو۔

آدھے منٹ بعد اچانک بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب روشن ہو گئے۔ اور ان کی روشنی نے جوان کو اپنے نرغے میں لے لیا نوجوان کا سر کچھ اور جھک گیا۔

"نمبر ۱۰" اچانک بت کے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی کسی عورت کی تھی۔

"یس مادام" نوجوان نے مؤدب لہجے میں کہا۔

"رپورٹ" مادام نے پھٹی پھٹی آواز میں کہا۔

"مادام نمبر ۴ اور فائیو 5۔ عمران کے تعاقب میں گئے ہیں آپ کے حکم کے مطابق وہ اسے ختم کر چکے ہوں گے۔"

"ویری گڈ۔ باقی کے بارے میں کیا اطلاع ہے۔"

"اف رات چوتھی گھیپ آ رہی ہے۔ مادام۔"

"اسے باحفاظت یہاں پہنچانا تمہارا کام نمبر ۱۰"

"بہت بہتر مادام"

"لڑکیوں کو لانے کا کام کون سرانجام دے رہا ہے"

"اس کام کے لئے نمبر الیون گیا ہے مادام"

"ہر کام میں احتیاط رکھنا عمران ہمارے پیچھے لگ چکا ہے۔ اب ہمارا کام آخری مرحلے میں داخل ہو چکا ہے۔ کوئی بداحتیاطی نہ کرنا ورنہ بنا بنایا کھیل بگڑ جائے گا۔ کرنل افتخار کے پاس کون ہے؟"

"سائمہ کرنل افتخار کو پوری طرح پھانس چکی ہے۔ مادام"

"اس کو اطلاع دے دو کہ آج وہ کرنل سے تمام مواد حاصل کرے"

"بہت بہتر مادام۔ نمبر ۹ نے سر جھکا کر کہا۔

"کیپٹن فیاض کے پاس نرینہ کو بھیج دو"

"او کے مادام۔

"اب تم جا سکتے ہو"

نمبر ۱۰ نے کہا اور پھر مڑ کر تیز قدموں سے چلتا ہوا دیوار تک آیا۔ اس کے دیوار کے قریب پہنچتے ہی دیوار ایک مرتبہ پھر درمیان سے شق ہو گئی۔ اور نوجوان دیوار پار کر کے دوسری طرف نظر آنے والی زینے طے کرنے لگا۔ وہ اوپر جا رہا تھا۔ اوپر پہنچ کر اس نے ایک جانب اسٹیل کا لگا ہوا دروازہ کھولا۔ دوسرے ہی لمحے لفٹ اسے تیزی سے اوپر لے جا رہی تھی۔ جھٹکے کے ساتھ رک گئی۔ نمبر ۱۰ نے دروازہ

کھولا اور باہر نکل آیا۔ اس وقت وہ ایک بڑے سے کمرے میں تھے۔ جس میں رکھا ہوا فرنیچر اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ وہ ڈرائنگ روم ڈرائنگ روم سے نکل کر وہ راہداری میں آ گیا۔ صدر دروازے سے باہر نکل کر وہ پورٹیکو میں آ گیا۔ پھر ایک طرف کھڑی ہوئی سیاہ کار کا دروازہ کھول کر اس نے اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ کار اسٹارٹ کرنے کے بعد اس نے ریورس میں ڈال کر ڈرائیو کر بیک کی آہنی گیٹ خود بخود کھل گیا اور کار باہر کی جانب بیتا چلا گیا۔

اچانک ایک موڑ پر عمران کی نگاہ عقبی آئینے پر پڑیں اور وہ بری طرح چونک گیا۔ اس نے اپنے تعاقب میں آتی ہوئی ڈاٹسن کو دیکھ چکا تھا۔ عمران نے تیزی کے ساتھ سوچا۔ پھر اس نے ٹوسٹر کا رخ آرام نگر کے علاقے کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دیا۔ ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ کچھ اور زیادہ کر دیا۔ اب وہ ٹوسٹر کو ۶۰ - ۷۰ کی اسپیڈ سے آرام نگر کے علاقے کی طرف دوڑائے جا رہا تھا۔

آرام نگر دارالحکومت کا سب سے خوبصورت علاقہ تھا۔ اور اس طرف جانے والی سڑک عموماً ویران پڑی رہتی تھی۔ اس لئے عمران کو ان اپنے دشمنوں سے دو دو ہاتھ کرنے کے لئے سب سے اچھی جگہ وہی نظر آئی۔ اس کی نظر اب بار بار عقبی آئینے کا جائزہ لے رہی تھیں ڈاٹسن

کی رفتار میں اب خاصہ اضافہ ہو چکا تھا۔

اچانک کسی خیال کے تحت اس نے اپنی کلائی پر نگاہ ڈالی اور واچ ٹرانسمیٹر دیکھ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس نے دانتوں کی مدد سے چابی باہر کی اور منہ کے قریب کر کے بولنے لگا۔

"ہیلو صفدر کالنگ عمران ہیلو" عمران نے چار مرتبہ یہ جملہ دہرایا۔ اور اس سے پہلے کہ وہ پانچویں مرتبہ یہ جملہ ادا کرے سلسلہ مل گیا۔

"یس صفدر اٹینڈنگ یو اوور"

"اوہ عمران صاحب فرمایئے اوور"

"تم اس وقت کہاں ہو اوور"

"ایکسٹو کو ابھی آپ کے دوست انور نامی نوجوان کے متعلق معلومات دے کر بوتھ سے باہر نکلا تھا کہ آپ نے یاد کر لیا۔ ویسے آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ میں اس وقت ریون کلب سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر ہوں"

"صفدر کی آواز آئی"

صفدر میرا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اس وقت آرام نگر جانے والی سڑک پر ہوں۔ میرے تعاقب میں ایک ڈاٹسن ہے جس کے اندر دو نوجوان سوار ہیں" اوور"

عمران نے عقبی آئینے میں نظر ڈال کر سنجیدگی سے کہا۔

"پھر آپ کیا چاہتے ہیں۔ اوور" صفدر کی آواز آئی"

"یار بالکل کورے ہو۔ صاحبزادے ہیں ان دونوں کی رہائش گاہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ تم فوراً اس شاہراہ پر آ جاؤ میں ان کو ڈاج دے کر تمہارے عقب میں آ جاؤں گا۔ تم ان کا تعاقب کر کے آسانی سے ان کی رہائش گاہ کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو۔ سمجھے۔ اوور۔

عمران نے کہا۔

"بہت بہتر اوور"

"بہت احتیاط کی ضرورت ہے صفدر متعاقب بے حد چالاک ہیں۔ اوور"

مگر ایکسٹو کے پاس کوئی کیس بھی تو نہیں ہے۔ جناب پھر یہ اوور"

صفدر نے کہا لہجے میں الجھن تھی۔

"یہ ایکسٹو جانے فی الحال تم میرے کہنے پر عمل کرو" ان کے بارے میں معلوم کر کے مجھے ڈاج ٹرانسمیٹر پر ہی اطلاع دو اوور۔

"اوکے عمران صاحب"

"اوور اینڈ آل۔

عمران نے یہ کہہ کر چابی اندر کر دی عقبی آئینے میں دیکھنے لگا۔ سیاہ ڈاٹسن کی رفتار اب بڑھ چکی تھی۔ اچانک عمران کی چھٹی حس تیزی سے پھڑکنے لگی۔ عمران اب چوکنا ہو گیا۔ سیاہ ڈاٹسن اب تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی اس کی ٹوسٹر کے قریب آتی چلی آ رہی تھی۔ عمران نے رفتار کم کر دی۔ ڈاٹسن ٹوسٹر سے کچھ پیچھے ہی تھی۔

اور اس کی ایک کھڑکی سے اسٹین گن کی نال جھانک رہی تھی۔

اچانک اسٹین گن کی تڑتڑاہٹ نے فضا میں چھائے ہوئے سکوت کو درہم برہم کر دیا۔ تڑتڑ کی آواز کے ساتھ بے شمار گولیاں ٹوسٹر کے پچھلے شیشے میں سوراخ کرتی ہوئی عمران کی طرف لپکیں۔

مگر عمران فوراً ہی جھک گیا۔

اور گولیاں ونڈ شیلڈ کو چکنا چور کرتی ہوئیں دوسری طرف نکل گئیں۔ عمران کے جھکنے پر ٹوسٹر لڑکھڑا کر رہ گئی۔ اور پچھلی کار سے چلایا جانے والا دوسرا راؤنڈ ٹوسٹر کے لہرا جانے سے خالی گیا۔

اچانک عمران نے ٹوسٹر کو دائیں جانب ایک سڑک دیکھ کر اس پر ڈال دیا۔

اچانک ٹرن لینے پر اس کے ٹائر چلا اٹھے تھے۔ پھر وہ رفتار بڑھاتا گیا۔ ڈاٹسن کا دھندلا عقبی منظر دکھانے والے آئینے میں بہت دور نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ ہر نظر آنے والے موڑ پر ٹوسٹر موڑتا چلا گیا۔ چند منٹ بعد وہ ڈاٹسن سے پیچھا چھڑا چکا تھا۔

"نمبر فور وہ بچ گیا ہے"

ڈاٹسن میں سے گولیاں برسانے والے نے چلا کر کہا۔

"ہاں.... وہ دیکھو اس نے کار کو دوسری سڑک پر موڑ دیا"

اچانک کار ڈرائیو کرنے والے جسے نمبر فور کہہ کر مخاطب کیا گیا تھا بولا۔

نمبر فور نے بھی ڈاٹسن کو اسی سڑک پر موڑ دیا جس پر عمران کی ٹوسٹر مڑی تھی۔ اس سڑک کے دونوں اطراف میں کھیت پھیلے ہوئے تھے۔

نمبر فائیو سر باہر نکالے آگے جانے والی عمران کی ٹوسٹر کو دیکھ رہا تھا۔

"نمبر فور ڈاٹسن کو تیز دوڑاؤ۔ عمران کو زندہ نہیں رہنا چاہیے۔"

فائیو نے عمران کی ٹوسٹر کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ڈاٹسن کی رفتار میں اضافہ ہو گیا۔ اچانک اسی وقت ٹوسٹر دوسری سڑک پر مڑ گئی۔

ڈاٹسن کی رفتار میں کچھ اور اضافہ ہو گیا۔ اور وہ بھی چند منٹ بعد اسی سڑک پر مڑی۔

ٹوسٹر اب نظر نہیں آ رہی تھی۔ ڈاٹسن والوں کے چہرے پر اب بوکھلاہٹ رقص کر رہی تھی۔

شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ عمران بچ کر نکل گیا تھا۔ آدھے گھنٹے کی دوڑ دھوپ کے باوجود عمران کی ٹوسٹر کو تلاش نہ کر سکے فائیو نمبر نے اسٹین گن پچھلی سیٹ پر ڈالا۔ اور چاروں طرف دیکھنے لگا۔

اب ڈاٹسن کا رخ شہر کی طرف ہو گیا تھا۔ اس کی نظریں اب بھی بے چینی سے عمران کی ٹوسٹر کو تلاش کر رہی تھیں۔ مگر ان کو ٹوسٹر نہ ملنا تھا نہ ملی۔

"یہ تو بہت برا ہوا نمبر ۴"

نمبر فائیو نے الجھن آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں مادام میں انہیں سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑے گی"

”نمبر فور نے جواب دیا۔“

اس وقت وہ شہری حدود میں آچکے تھے۔ اور ڈاٹسن درمیانی رفتار سے دوڑ رہی تھی۔

”اب کیا کریں؟ فائیو بولا۔

”نمبر۱ کو رپورٹ دو“ فائیو نے جواب دیا۔

”ہاں او نمبر فائیو ہمارا تعاقب ہو رہا ہے۔

”ہوں“۔ ہاں“

فائیو نمبر نے عقبی آئینے میں نظر آنے والی موٹر سائیکل کو دیکھتے ہوئے کہا۔

پھر اس نے نمبر۴ کو کچھ اشارہ کیا۔ نمبر فور نے اپنے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک لائٹر نکالا اور انگوٹھے کی مدد سے اسے جلایا شعلے کو اس نے پھونک مار کر بجھا دیا۔ اور اس کے بجھتے ہی لائٹر سے زوں۔۔۔ زوں کی آوازیں خارج ہونے لگیں۔ نمبر۴ نے لائٹر کو منہ کے قریب کیا اور بولنے لگا۔

”ہیلو نمبر۱ کالنگ نمبر۵

”یس نمبر۱ از دس سائڈ اوور“ دوسری جانب سے آواز آئی۔

”میں نمبر۴ بول رہا ہوں اوور“

”کیا عمران کا کام تمام ہو گیا اوور“

”نہیں وہ بچ کر نکل گیا اوور۔ ہم نے اس پر دو برسٹ مارے

تھے اوور“

او۔۔۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو نمبر۴ اوور“

”میں ٹھیک کہہ رہا ہوں وہ ہمیں چکمہ دے کر فرار ہو گیا اوور“

”اوہ۔۔۔ یہ کیا ہو گیا۔۔۔ تم سیدھے ہیڈ کوارٹر چلے آؤ نمبر فور اوور“

مگر ہمارا تعاقب کیا جا رہا ہے۔ اوور“

”کیا۔۔۔ تعاقب کیا جا رہا ہے، اوور“

”ہاں ایک موٹر سائیکل سوار ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔ اوور“

”اسے ڈاج دینے کی کوشش کرو اگر ڈاج دینے میں کامیاب نہ ہو سکو تو ڈیش بورڈ میں لگے ہوئے بٹن کو پش کر دینا تمہیں خود بخود تعاقب سے چھٹکارا مل جائے گا۔ اوور“

دوسری جانب سے کہا گیا۔ آخری جملہ کہتے ہوئے نمبر۱ کا لہجہ پراسرار ہو گیا۔ جسے نمبر۴ محسوس نہ کر سکا۔

بہت بہتر جناب اوور“

اسے ڈاج دینے کی بھرپور کوشش کرنا سمجھے، اوور اینڈ آل“ نمبر۱ کی آواز آئی۔

موٹر سائیکل بدستور ان کے تعاقب میں تھی۔ فائیو کو سمجھانے کے بعد اس نے ڈیش بورڈ کے قریب لگے ہوئے بٹن کو دیکھا۔ پھر اپنے عقب میں آتی ہوئی موٹر سائیکل کو۔

اچانک نمبر۵ نے ڈاٹسن کو ایک گلی میں ٹرن کیا۔ اور رفتار

بڑھا دی۔ جس وقت وہ دوسری گلی میں ٹرن ہوئے تھے۔ موٹر سائیکل اس گلی میں داخل ہوئی تھی۔ اس کی رفتار بھی خاصی تیز تھی۔ ڈاٹسن کو گلیوں میں پندرہ منٹ تک گھمانے کے بعد وہ مین روڈ پر نکل آئے۔ اب موٹر سائیکل کا کہیں پتہ نہ تھا۔ شاید وہ موٹر سائیکل سوار کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ مگر جیسے ہی ان کی ڈاٹسن سیسل اسٹریٹ کی طرف جانے والی سڑک پر مڑی ہی تھی کہ نمبر ۲ کا جی اپنا سر پیٹ لینے کو چاہا۔ وجہ بھی معقول تھی۔ ان کے سامنے فٹ پاتھ کے کنارے تقریباً ۵ گز دور وہ موٹر سائیکل کھڑی تھی۔ اس کا سوار بڑے اطمینان سے موٹر سائیکل کے قریب کھڑا اسگریٹ سلگا رہا تھا۔ وہ میک اپ میں تھا۔ مگر اس کا میک اپ پہچاننا نمبر ۲ اور خائیو کے لئے ذرا مشکل تھا۔

نمبر ۵ نے ڈاٹسن روک لی تھی۔

"کم بخت یہاں کھڑا ہے۔"

"نمبر ۲ نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"ہاں وہ ہم سے زیادہ ہوشیار ہے" خائیو نے مسکرا کر جواب دیا۔ اب سرخ بٹن دبا ہی دینا چاہیئے۔ اس طرح نمبر ۱۰ کے کہنے کے مطابق ہم آسانی سے چھٹکارا پا سکیں گے۔

غوزتے کہا اور خائیو نے سوچ کر ڈاٹسن آگے بڑھا دی۔ صفدر ایک مرتبہ پھر ان کے تعاقب میں لگ گیا تھا۔

"مگر اس سے ہم کس طرح چھٹکارا پا سکتے ہیں"

ہو سکتا ہے کوئی راز کی بات ہو" نمبر فور نے کہا اور اس نے ایک مرتبہ اپنے تعاقب میں آتی ہوئی موٹر سائیکل کو دیکھ کر سرخ بٹن کو پش کر دیا۔

بٹن کے پش ہوتے ہی فضا ہولناک دھماکے سے گونج اٹھی۔ ارد گرد کا ماحول لرز کر رہ گیا۔

ڈاٹسن کے ٹکڑے فضا میں بکھر گئے تھے۔ اور ذرا سی دیر میں وہاں ڈاٹسن کے بجائے صرف ٹکڑوں کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ نمبر فور خائیو کے جسموں کے ٹکڑے مختلف حصوں میں بکھرے پڑے تھے۔

یقیناً ان کو موت کی آغوش میں جا گرتے ہیں۔ چھکنے کی بھی دیر نہ ہوئی ہو گی"

"اب صفدر اپنی موٹر سائیکل کا رخ اپنے فلیٹ کی طرف موڑ رہا تھا۔

کمرے میں اس وقت کرنل افتخار ایک خوبصورت نوجوان لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ لڑکی کی آنکھوں میں سرخ ڈورے تیر رہے تھے۔ جب کہ کرنل کا بھی یہی حال تھا۔ کرنل متناسب جسم کا مالک تھا۔ وہ کافی خوبصورت تو نہ تھا البتہ قبول صورت ضرور کہا جا سکتا تھا۔ لڑکی کے خدوخال کافی دلکش تھے۔ اس کی عمر تقریباً بیس پچیس سال کی ہوگی۔ اس کے پورے جسم میں صرف آنکھیں ہی ایک ایسی شے تھیں جو جنس مخالف کو پانی پانی کر دینے کے لئے اپنے اندر بے پناہ مقناطیسی کشش جذب کئے ہوئے تھیں۔ وہ دونوں ایک ہی صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

آگے ایک چھوٹی سی تپائی رکھی ہوئی تھی۔ جس پر شراب کی بوتل اور گلاس رکھے ہوئے تھے۔ کمرے میں اس کے علاوہ دو صوفے اور ایک طرف لوہے کی الماری رکھی ہوئی تھی۔ کمرے کی دیواروں پر پھول دار پردے لٹکے ہوئے تھے۔ کرنل اس لڑکی کو ریون کلب سے لایا تھا۔ وہ دو تین دن سے اس کے ساتھ تھی۔ اس لئے کرنل کے شب سنہرے بالوں کی چھاؤں میں بسر ہو رہے تھے۔

"سائمہ ڈارلنگ" کرنل نے خمار بھرے لہجے میں کہا۔

"ہوں" سائمہ نے ہوں کرنے پر اکتفا کیا۔

"اب نہیں پلاؤ گی"

"کیوں نہیں کرنل" سائمہ نے کہا اور بوتل کا کارک اڑا کر اس نے گلاس کو آدھے سے زیادہ لبریز کیا۔ اس کے بعد اس نے اسے کرنل کے ہونٹوں سے لگا دیا۔ ذرا سی دیر میں کرنل آتشی سیال اپنے معدے میں اتار چکا تھا۔ پھر کرنل کے اشارے پر سائمہ نے اس کو پوری بوتل پلا دی کرنل پوری طرح مدہوش ہو چکا تھا۔ جب کہ سائمہ پوری طرح ہوش میں تھی۔ اس کی آنکھوں میں خطرناک چمک لہرا رہی تھی کرنل بڑی طرح جھوم رہا تھا۔

"پیارے کرنل"

"کہو..... ہیچ..... ڈار..... ہیچ لنگ سائمہ" کرنل نے ہچکیوں کے درمیان کہا۔

"ایکس تھری کی فائل کہاں ہے"

"وہ نچلی دراز میں ہیچ..... وہ الماری میں رکھی ہوئی ہے ہیچ مگر الماری تم سے نہیں کھلے گی۔ ڈارلنگ۔ سوئچ بورڈ پر سیاہ بٹن کو ہیچ دبا دو پھر کھل جائے گی"

کرنل نے جواب دیا اور سائمہ مسکرانے لگی۔ اس نے آگے بڑھ کر سوئچ بورڈ پر لگے ہوئے بٹن کو پش کر دیا۔ الماری کے قریب پہنچ کر الماری کی نچلی دراز کھول کر۔ اس کے اندر رکھی ہوئی ایک فائل اٹھائی اور لباس میں چھپا لیا۔ پھر بٹن دوبارہ پش کرتے ہی الماری دوبارہ بند ہو گئی۔

اور سائمہ کرنل کے پاس آکر کھڑی ہوگئی۔ کرنل نے سر صوفے کی پشت سے ٹکا رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں۔

"پیارے کرنل" سائمہ نے پراسرار انداز میں کہا۔ مگر کرنل نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش رہا۔ سائمہ ہنسنے لگی۔ مگر اس کی آواز زیادہ اونچی نہ تھی۔

"پیارے کرنل اتنی جلدی بے ہوش ہوگئے۔ میں تو سمجھی تھی کہ تم فوج کے کرنل ہو۔ اتنی جلد بے ہوشی کی گولی تم پر اثر انداز نہ ہوگی۔ مگر یہاں معاملہ ہی الٹا ہوگیا۔ خیر میں اپنے مشن میں کامیاب ہوچکی ہوں۔ اب تم آرام کرو۔"

سائمہ نے یہ کہہ کر اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ریوالور نکال لیا ریوالور میں سائیلنسر فٹ تھا۔ اس نے ریوالور کا رخ کرنل کی طرف کرکے کرنل کی پیشانی کا نشانہ لیا۔ اور ٹریگر دبا دیا ڈز کی ہلکی سی آواز کے ساتھ گولی کرنل کی پیشانی میں گھس گئی۔ اور کرنل تڑپ گیا۔ اس کی پیشانی سے خون کے فوارے ابل پڑے۔ چند لمحوں تڑپنے کے بعد وہ زندگی کی قید سے آزاد ہوگیا۔

سائمہ نے جلدی جلدی کمرے سے انگلیوں کے علاوہ دوسرے نشانات مٹائے۔ اور پھر کمرے سے باہر آگئی۔ ریوالور کو وہ پہلے ہی گریبان میں ڈال چکی تھی۔ کمرے سے نکل کر وہ راہداری میں آگئی۔ راستے میں اس کو کئی ملازم ملے مگر نہ کسی نے اس کی طرف دیکھا

پھر بھی۔ کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ سائمہ کرنل کی محبوبہ ہے

یہی وجہ تھی کہ وہ گیٹ تک بڑے آرام سے آگئی۔

پورٹیکو میں آنے کے بعد اس نے کرنل کی کار کا دروازہ کھولا۔ اور اسٹیرنگ سنبھال لیا۔ گیٹ سے باہر آکر اس نے گیر ہول کو ٹرن لیا۔ اور کار کی رفتار میں اضافہ کرتی گئی۔ ایک جگہ اس نے کار سے چھٹکارا پاکر ٹیکسی روکی۔ اور کسی جگہ کا پتہ بتا کر اس میں سوار ہوگئی

عمران صوفے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھیں بند تھیں سر صوفے کی پشت سے ٹکا ہوا تھا۔ جب کہ پیشانی پر پڑی ہوئی شکنیں اس بات کی غمازی کر رہی تھیں کہ وہ کسی سوچ میں ڈوبا ہوا ہے۔ اور یہ حقیقت تھی۔

وہ اپنے تعاقب سے پیچھا چھڑا کر سیدھا فلیٹ پر آیا تھا۔ قریباً آدھے گھنٹے بعد صفدر کی کال آئی۔ اور اس کی رپورٹ سن عمران کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اس نے صفدر کو چند ہدایتیں دے فلیٹ میں ہی رہنے کی تاکید کی تھی۔ اس کے بعد اس نے بلیک زیرو کو فون کرکے یہ معلوم کیا کہ صفدر نے کیا رپورٹ دی اس صفدر کی رپورٹ دہرادی۔

وہ تھوڑی دیر کے لئے باہر گیا۔ مگر جلد ہی واپس آگیا۔ رات تقریباً بارہ بجے تک وہ ہال میں رہا۔ اس کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلا گیا یہ تھی صفدر کی رپورٹ۔ جو بلیک زیرو نے اسے دی۔

مگر ابھی عمران ان حادثات کا سن کر مجرموں کے متعلق سوچ ہی رہا تھا کہ سرسلطان کا فون آگیا۔ عمران نے کال اٹینڈ کی۔ اور یہ سن کر کہ مجرموں نے کرنل افتخار کو قتل کر دیا ہے۔ اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ اور بے اختیار اس کا سر پیٹ لینے کو جی چاہا۔ مگر فنگر پرنٹ والوں کو وہاں کسی قسم کے نشانات نہیں ملے۔

سرسلطان نے عمران سے کہا۔ کہ مجرم X تھری کے فائل بھی لے اڑے۔ اب عمران صوفے پر بیٹھا ان پے در پے حادثات کے متعلق سوچ رہا تھا۔ کرنل افتخار کے قتل نے تو دارالحکومت میں ہنگامہ برپا کر دیا تھا۔ اور تھری فائل کے متعلق عمران اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اس میں اس معاہدے کے کاغذات ہیں جو پاکیشیا نے ایک دوسرے ملک سے کیا تھا۔ کہ اس معاہدے کو راز میں رکھا گیا تھا۔ اگر مجرم وہ فائل ملک سے باہر لے گئے تو پاکیشیا پوری دنیا میں بدنام ہو جائے گا۔ اس خیال کے آتے ہی عمران ایک جھٹکے سے صوفے سے اٹھا اور پرائیویٹ روم کی طرف چل دیا۔

پرائیویٹ روم میں پہنچ کر اس نے جولیا کے نمبر ڈائل کئے۔ اور سلسلہ ملنے کا انتظار کرنے لگا۔ خوش قسمتی سے سلسلہ جلد ہی مل گیا۔

"یس جولیا نافٹز واٹر اسپیکنگ"

"ایکسٹو از ہیئر" عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یس سر"

"جولیا کرنل افتخار کے بارے میں معلومات حاصل کرو کہ آج کل اس کے مشاغل کیا تھے۔ وہ کیا کرتا پھر رہا تھا۔ دو گھنٹے بعد رپورٹ دینا واچ ٹرانسمیٹر ساتھ رکھنا۔ میک اپ ضروری ہے"

"بہت بہتر جناب"

"اور سنو"

"یس سر"

"کیپٹن فیاض کی نگرانی پر خاور کو لگا دو اسے فیاض کے پاس آئی ہوئی نئی لڑکی کو بھی نظر رکھنا ہے۔ وہ لڑکی کافی دن سے فیاض کے ساتھ ہے۔

تمام ممبروں کو حکم دے دو کہ اپنے اپنے فلیٹوں تک محدود رہیں"

عمران کی بھرائی ہوئی آواز آئی اور ریسور کریڈل پر ڈال کر پرائیویٹ روم سے باہر آگیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی اور آنکھوں میں سوچ کی پرچھائیاں لہرا رہی تھیں۔ بوجھل قدموں سے وہ چلتا ہوا ڈریسنگ روم میں آگیا۔

چند منٹ بعد اس کے چہرے پر خوبصورت نوجوان کا میک اپ تھا۔ لباس تبدیل کرنے کے بعد عمران نے آخری مرتبہ اپنے سراپے پر نگاہ ڈالی۔ اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا اس سے پہلے کہ وہ ریوالور لینا نہیں بھولا تھا۔

سیڑھیاں طے کرکے وہ نیچے آیا اور پھر گیراج سے اس نے ڈالفنز مرسیڈیز نکالی اور دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سنبھال لیا۔
اچانک اس کی نگاہ ایک جانب اٹھ گئی۔ اور دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ پھیلتی چلی گئی۔ وہ اپنے فلیٹ کے سامنے سامنے والے کھلنے کے دروازے پر کھڑے ہوئے نوجوان کو دیکھ کر مسکرایا۔
اس کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کی نگرانی کی جارہی ہے۔ نوجوان بھی ایک طرف کھڑی ہوئی سیاہ کار میں سوار ہو چکا تھا۔ عمران نے کار اسٹارٹ کرکے بیک کرنے کے بعد گیئر بدل کر ٹرن کی۔ اور چند لمحوں بعد اس کی نیو مرسیڈیز چکنی سڑک پر پھسل رہی تھی۔ عمران عقبی آئینے میں تعاقب کرتی ہوئی سیاہ کار بخوبی دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں بعد اس کی مرسیڈیز شہر سے باہر جانے والی شاہراہ پر دوڑ رہی تھی۔
ابھی اس نے آدھا میل کا علاقہ بھی طے نہ کیا تھا۔ کہ اچانک عمران نے کچھ سوچ کر کار روک دی اور انجن بند کرکے چابی نکالنے کے بعد دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔
اس کے تعاقب میں آنے والی کار بھی رک چکی تھی۔ مگر وہ عمران کی کار سے پچاس گز دور تھی۔ عمران نے اپنی جیب سے ریوالور نکالا۔ اور تیزی سے سیاہ کار کی طرف بڑھا۔
سیاہ کار میں بیٹھا ہوا نوجوان عمران کو اپنی طرف آتا دیکھ کر بوکھلا گیا۔ عمران ریوالور کا رخ نوجوان کی طرف کئے تیزی سے اس کی طرف

بڑھ رہا تھا۔ مگر ابھی عمران نوجوان کی سیاہ کار سے ۳۵ گز ہی دور تھا۔ کہ اچانک ایک دھماکے کے ساتھ سیاہ کار کے پرخچے اڑ گئے۔ شاید اس نوجوان نے بھی سرخ بٹن پُش کر دیا تھا۔ دھماکے ہوتے ہی عمران پھرتی سے زمین پر گر گیا۔ ورنہ کار کے ٹکڑے ضرور اس کا خانہ خراب کر دیتے۔
چند منٹ بعد عمران نے گردن گھما کر کار کو جلتے ہوئے ٹکڑوں کو دیکھا۔ اور اٹھ کر اپنی کار کی طرف دوڑ لگا دی۔ چند لمحوں بعد اس کی مرسیڈیز شہر کی طرف جارہی تھی۔ شہر میں آکر اس کا رخ دانش منزل کی طرف گیا۔ اس کی رفتار خاصی تیز تھی۔ میک اپ کی وجہ سے اس کا چہرہ سپاٹ تھا۔
البتہ آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ مجرم آخر چاہتے کیا ہیں۔ اپنے آپ کو ختم کرنے کا کونسا طریقہ استعمال کرتے ہیں۔ یہی سوچتا ہوا وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

سائمہ نے الیون اسٹریٹ کے قریب پہنچ کر ٹیکسی رکوائی پھر کرایہ ادا کرکے نیچے اتر آئی اور ٹیکسی کے چلے جانے پر اس نے اپنے اطراف کا جائزہ لیا۔ اور پھر پوری طرح مطمئن ہو کر وہ ایک گلی میں داخل ہو گئی۔ اپنے لباس میں ہاتھ ڈال کر فائل کی موجودگی کا احساس کیا۔ اور تیز تیز قدموں سے آگے بڑھنے لگی۔
تین گلیاں پار کرنے کے بعد وہ ایک چھوٹی سی سڑک پر آ گئی۔

سڑک پر آکر اس نے اپنے عقب میں دیکھا۔ اور گلی سنسان دیکھ کر وہ اس کوٹھی کی طرف چل دی۔ جو سڑک کے دائیں طرف کارنر پر بنی ہوئی تھی۔ اور وہاں پر موجود دوسری کوٹھیوں سے زیادہ خوبصورت ہونے کے علاوہ بڑی بھی تھی۔

کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر سائمہ نے ایک بار پھر اپنے چاروں طرف دیکھا اور گیٹ کے ستون پر لگا ہوا ننھا سا بٹن پش کر دیا۔ آہنی گیٹ خود بخود اندر کی جانب اس طرح کھلتا چلا گیا جیسے کسی نے پکڑ کر اندر کھینچ لیا ہو۔ سائمہ گیٹ کے کھلتے ہی اندر داخل ہو گئی۔ باتھ روم میں آکر اس نے واش بیسن میں لگے ہوئے دونوں نل کھول دیئے۔ پانی تیزی کے ساتھ نکلنے لگا۔

اور سائمہ اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھنے لگی۔ ٹھیک ایک منٹ بعد پانی نکلنا بند ہو گیا۔ اس نے نل بند کر کے اور فرش پر تین مرتبہ پیر مارا اچانک سائمہ کو ایک جھٹکا لگا۔ اور پھر باتھ روم حیرت انگیز طور پر کسی لفٹ کی مانند نیچے جانے لگا۔ بلاشبہ وہ ایک بہترین ایجاد تھی۔

چند منٹ بعد باتھ روم ایک جھٹکے سے رک گیا۔ سائمہ دروازہ کھول کر باہر آگئی اور نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں طے کرنی لگی۔ اس نے آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی سامنے والی دیوار سامنے سے شق ہو گئی۔ اور سائمہ اندر چلی گئی۔ اب وہ ہال میں کھڑی تھی۔ ہال میں آتے ہی اس نے عورت کے بت کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ بت سے دو گز کے فاصلے پر وہ رک گئی۔ اس کا سر جھک گیا اسی وقت بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب روشن ہو گئے۔ ان کی روشنی براہ راست سائمہ پر پڑی۔

اس کے جسم کا کوئی حصہ روشنی کی زد سے محفوظ نہ رہ سکا۔ سائمہ کا سر کچھ اور بھی جھک گیا تھا۔

"مس سائمہ" اچانک بت کے ہونٹوں سے غیر انسانی آواز نکلی

"یس مادام"

"کام ہو گیا"

"یس مادام"

"کسی نے تم کو دیکھا تو نہیں"

"جی نہیں مادام"

"کسی نے تعاقب تو نہیں کیا"

"جی نہیں مادام"

"او کے اب اس فائل کو اس خانے میں ڈال دو"

بت سے آواز پیدا ہوئی اور اس کے پیٹ میں خلا بن گیا۔ سائمہ نے فائل نکال کر موڑی اور پھر اسے خانے کے اندر ڈال دیا۔ اور پھر بت کے پیٹ والی جگہ برابر ہو گئی۔ اب اس جگہ ہلکا سا رخنہ بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"مادام" سائمہ نے لرزتی آواز میں پوچھا۔

"کہو مس سائمہ" "میرے فوٹو تو مجھے دے دیجئے میں نے آپ کا کام کر دیا ہے۔ آپ نے وعدہ کیا تھا مادام" سائمہ نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

"آہا آ۔۔۔ آہا۔۔۔ آہا۔۔۔ ہا۔ بت کے ہونٹوں سے

خوفناک قہقہہ خارج ہوا۔ اتنا خوفناک کہ سائمہ لرز کر رہ گئی اس کے جسم میں سرد لہر دوڑ گئی۔

[redacted]

"جی ..... ہاں۔ سائمہ نے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"تم قاتل تو بن چکی ہو۔ اب کہاں جاؤ گی۔؟"

"میں دوسرے شہر جاؤں گی مادام۔"

"مس سائمہ پوری تندہی سے پولیس تمہیں تلاش کر رہی ہے۔ کیا تم قانون کے ہاتھوں چڑھ کر ہمیں پھانسی کے پھندے تک پہنچوانا چاہتی ہو۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔"

بُت سے آواز آئی لہجے میں غراہٹ تھی۔

"مگر مادام آپ نے وعدہ کیا تھا۔"

"کس بات کا وعدہ"

[redacted]

"تم کیا چاہتی ہو"

میں یہاں سے جانا چاہتی ہوں"

"مگر کیوں"

"ذلیل کام کرنے سے بہتر ہے جا کر پولیس کو تمہارے متعلق بتا دوں"

سائمہ نے اچانک کہا مگر پھر خود ہی چونک پڑی شاید اسے احساس ہو چکا تھا۔ وہ غلط بات کہہ چکی ہے۔ مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔

بات زبان سے نکل چکی تھی۔

"آہا۔ ہا... ہاہا..... ہا۔ بُت سے ایک مرتبہ پھر دل ہلا دینے والا قہقہہ بلند ہوا۔ اور سائمہ کانپنے لگی۔ مگر وہ انتہائی کوشش کے باوجود اپنے آپ کو بُت کی آنکھوں سے نکلنی والی روشنی کے حصار سے نہ نکال سکی۔

"تم پولیس کو ہمارے متعلق کبھی نہ بتا سکو گی۔ کیونکہ تم زندہ نہ رہو گی۔"

بُت میں سے کہا گیا۔ اور اچانک بُت کی آنکھوں سے انتہائی تیز دودھیائی روشنی نکلی کہ ایک لمحے کے لئے ایسا محسوس ہوا جیسے سورج نکل آیا ہو۔ وہ دودھیائی روشنی جیسے ہی سائمہ کے بدن پر پڑی ایک کڑاکا ہوا اور سائمہ کی بھیانک چیخ ہال نما کمرے میں گونج کر رہ گئی۔

حالانکہ روشنی ایک لمحے کے لئے اس کے بدن پر پڑی۔ مگر ایک لمحہ بھی اس کے قیامت ثابت ہوا۔ اور سائمہ کا بدن اسی لمحے راکھ بن کر فرش پر پڑا ہوا تھا۔ مگر حیرت انگیز طور پر دو منٹ بعد ہال سے راکھ بھی صاف ہو گئی۔

خاور محکمہ سراغرسانی کی عمارت کے سامنے کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ اس کے جسم پر میک اپ تھا۔ جسم پر بھی بہترین تراش کا سوٹ تھا۔ خاور کی نظریں عمارت کے گیٹ پر مرکوز تھیں وہ ایکسٹو کے حکم پر یہاں چلا آیا تھا لیکن اسے وہاں کھڑے تین گھنٹے گزر چکے تھے۔ مگر ابھی تک فیاض باہر نہیں نکلا تھا۔ اب خاور پر بوریت سوار ہونے لگی تھی۔ مگر اس سے پہلے کہ بوریت اس پر پوری طرح قبضہ جمائے۔ اچانک محکمہ سراغرسانی کی عمارت سے فیاض کی کار برآمد ہوئی اور دائیں طرف ٹرن لے کر دوڑنے لگی۔

خاور نے جلدی سے سگریٹ پھینک کر موٹر سائیکل سنبھالی اور اگلے ہی لمحے وہ فیاض کی کار کا تعاقب کر رہا تھا۔ اس نے کار میں فیاض کے برابر بیٹھی ہوئی لڑکی کو بھی دیکھ لیا تھا۔ فیاض کی کار کی رفتار تیز تھی اس لئے اس کو موٹر سائیکل کی اسپیڈ تیز کرنی پڑی جلد ہی فیاض کی کار ایک ٹپ ٹاپ کی طرف جانے والی سڑک پر آ گئی خاور ایکسٹو کو واچ پر رپورٹ دے رہا تھا۔ کہ وہ اس وقت ٹپ ٹاپ کلب کی طرف جا رہے ہیں۔ اور اب وہ جلد ہی ٹپ ٹاپ پہنچ گئے۔ خاور نے جس وقت موٹر سائیکل کو پارکنگ کی طرف کھڑا کیا اس وقت فیاض لڑکی کے گلے میں ہاتھ ڈالے صدر دروازے

سے اندر داخل ہو رہا تھا۔ خاور نے موٹر سائیکل اسٹینڈ پر کھڑا کرنے کے بعد صدر دروازے کا رخ کیا۔ صدر دروازے سے گزر کر وہ ہال میں آ گیا۔

ٹپ ٹاپ کا ہال ہوتی قمقموں اور ٹیوب لائٹوں کی روشنی میں جگمگا رہا تھا۔ ہال میں تقریباً تمام میزیں بھری ہوئی تھیں۔ خاور نے فیاض کو ایک میز پر بیٹھے دیکھ کر اس کے عقب والی میز سنبھال لی اور کرسی پر بیٹھ کر کان ان دونوں کی گفتگو پر لگا دیئے۔

مگر اسے کیا کہا جائے کہ ہال میں بکھرنے والے قہقہوں اور شور نے اس کے پلے ایک بات بھی نہ پڑنے دی۔ خاور نے تھک ہار کر پھر گفتگو سننے کی کوشش نہیں کی۔ اور ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دے دیا۔ کافی کا آرڈر اس نے فیاض کے آگے رکھی ہوئی کافی کی پیالی کو دیکھ کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد کافی اس کی میز پر موجود تھی۔

خاور نے کافی کی پیالی اٹھا کر ہونٹوں سے لگا لی مگر ابھی اس نے پہلا ہی گھونٹ لیا تھا۔ کہ اچانک ہال میں تاریکی چھا گئی دبی دبی چیخیں ہال میں گونجیں ساتھ ہی برتن ٹوٹنے کی آوازیں بھی پیدا ہو رہی تھیں۔ اچانک خاور کو اس کی چھٹی حس نے خطرے کا احساس دلایا۔

اس نے تیزی کے ساتھ کچھ سوچا۔ اور کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ مگر وہ آگے بڑھنے بھی نہ پایا تھا کہ کھٹاک کی آواز سے

کوئی بھاری شئے اس کی کھوپڑی سے ٹکرائی۔ اور خاور کو دن میں تارے نظر آنے لگے۔ اس نے اپنے آپ پہ قابو پانے کی بھرپور کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوسکا۔ اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ مگر اس سے پہلے وہ گھڑی کی چابی باہر نکال چکا تھا۔

خاور کی جس وقت آنکھ کھلی اس نے اپنے آپ کو ایک ہال نما کمرے میں پایا۔ جوں جوں اس کو ہوش آتا گیا گزرے ہوئے واقعات کسی فلم کی متحرک مناظر کی طرح اس کی آنکھوں کے سامنے آتے گئے۔

اور اچانک سوچتے سوچتے اسے اپنے سر میں تکلیف محسوس ہوئی۔

اس نے اپنا دایاں ہاتھ اوپر اٹھانا چاہا مگر کامیاب نہ ہوسکا۔

دوسرے ہی لمحے اس کو اس تلخ حقیقت کا احساس ہوا کہ وہ رسیوں سے جکڑا ہوا تھا۔ اس نے دو تین بار آنکھیں کھول کھول کر بند کیں۔

پھر ہال میں چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ اور اچانک وہ ایک طرف رکھے ہوئے بت کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں ان دونوں نوجوانوں کو دیکھ کر ایک لمحے کے لئے حیرت نظر آئی جو بت کے سامنے سر جھکائے کھڑے تھے۔ اور بت کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی ان کو زد میں لئے ہوئے تھی۔ خاور نے غور سے ان دونوں کو دیکھا۔ اور اسے ان کے چہرے پر میک اپ کی تہیں تلاش کرنے میں کوئی خاص دشواری پیش نہ آئی۔ اور ان کی آنکھیں دیکھ کر وہ یہ بھی پہچان گیا۔ کہ وہ غیر ملکی ہیں، اچانک کمرے میں ایک آواز گونجی۔

خاور نے غور کیا تو معلوم ہوا کہ آواز بت کے ہونٹوں سے نکل

رہی ہے۔

"نمبر ٹین اور نائن"

اچانک بت کے ہونٹوں سے سرسراتی ہوئی آواز نکلی۔

"یس مادام"

"کیا بات ہے"

دوبارہ پوچھا گیا۔

مادام آپ نے ہم دونوں کو ہمہ وقت زرینہ کے تعاقب میں رہنے کا حکم دیا تھا۔ ہم اس کی نگرانی کر رہے تھے۔ مگر آج ایک نوجوان کبھی کیپٹن فیاض اور زرینہ کی نگرانی کرتا ہوا دیکھا گیا۔

"پھر تم نے کیا کیا نمبر ٹین"

مادام نے اس کی بات کاٹ کر تیزی سے پوچھا۔

"نمبر دس نے جواب دیا۔ اور نمبر 9 خاموش سر جھکائے کھڑا رہا۔

"وہ کہاں ہے"؟

"ہال میں ہی مادام آپ سے تین گز دور دائیں طرف"!

"اسے میرے سامنے لاؤ نمبر ٹین"!

"بہت بہتر مادام"

نمبر ٹین نے کہا۔ پھر چند لمحوں بعد خاور کرسی سمیت بت کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی کی زد میں تھا۔ اس کا ذہن تیز رفتاری سے سوچنے میں مصروف تھا۔ نمبر ٹین نے بت سے آواز پیدا ہوئی۔

"یس مادام"

ممبر ٹین نے مودبانہ طریقے سے کہا۔
تم اس سے دو گز دور ہٹ کر کھڑے ہو جاؤ "
"بہت بہتر مادام "
ممبر ٹین بولا اور اپنے ساتھی کے ساتھ خاور سے ۲ فٹ کے فاصلے پر کھڑا ہو گیا۔ خاور خوب صورت بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلبوں کو دیکھ رہا تھا۔ اور اچانک بلبوں کی روشنی کچھ اور بڑھ گئی۔ خاور نے چونک کر بت کی آنکھوں سے نکلنے والی روشنی سے اپنی آنکھوں کو بچانا چاہا۔ مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اور غیر ارادی طور پر بت کی آنکھوں میں دیکھتا رہا ایک منٹ بعد بت کے ہونٹ ہلے۔
تم سو رہے ہو اب تم پانچ منٹ بعد جاگو گے۔
ہاں میں .... میں سو رہا ہوں ___ میں سو رہا ہوں۔ خاور نے کہا۔
اس کے لہجے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا۔ جیسے وہ سوتے میں بول رہا ہو۔ ممبر ٹین اور نائن خاموش کھڑے تھے۔
تمہارا نام کیا ہے۔ بت سے آواز نکلی۔ اسکے لہجے میں پراسراریت تھی۔"
" خاور ___ خاور ___ خاور نے جواب دیا۔
زرینہ کا تعاقب کیوں کر رہے تھے ؟"
" خاور سے پوچھا گیا۔
" مجھے ایکسٹو کی طرف سے حکم ملا تھا ___ خاور نے جواب دیا۔
تمہارا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے ؟" اس وقت آواز میں حیرت کا عنصر شامل تھا۔"

" ہاں ___"
" خاور نے مختصر لفظوں میں کہا "
" ابھی تک تم نے زرینہ کے بارے میں کیا دریافت کیا ؟"
"کچھ نہیں "
" خاور نے کہا "
تمہارے ساتھ اور کون تھا۔ ؟ بت کے ہونٹوں سے اچانک آواز پیدا ہوئی "
" کوئی نہیں ___"
خاور نے خمار بھرے لہجے میں کہا۔
صفدر ___ تنویر ___ نعمانی ___ چوہان ___ صدیقی ___ جولیا "
" خاور نے اٹک اٹک کر جواب دیا۔ وہ پوری طرح نرغے میں آچکا تھا۔"
" ان کے پتے بھی بتاؤ " بت سے آواز نکلی ___ اور خاور نے سیکرٹ سروس کے تمام ممبران کے پتے بتانے شروع کر دیئے۔ وہ بہت آہستہ آہستہ بول رہا تھا ___ پتے بتا کر وہ خاموش ہو گیا۔ اس کی نظریں بدستور بت کی آنکھوں پر جمی ہوئی تھیں۔
" ایکسٹو کے بارے میں کیا جانتے ہو ___ ؟"
وہ ہمارا چیف آفیسر ہے وہ ہمیشہ کالے نقاب میں رہتا ہے۔ اسے آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔"
خاور نے جواب دیا اس کا لہجہ بدستور رہا۔
ممبر ٹین ___" اچانک بت سے آواز آئی روشنی ابھی تک خاور

پرپڑ رہی تھی۔

"بہت بہتر مادام ــــ" ممبرٹین نے ادب سے کہا۔

"سیکرٹ سروس کے ممبروں کے پتے تم نے ذہن نشین کر لیے۔"

"جی ہاں مادام۔"

" ممبرٹین نے جواب دیا۔"

بس تو پھر ایک گھنٹے بعد سب کو یہاں موجود ہونا چاہیے۔ بت سے آواز نکلی۔"

بہت اچھا مادام۔"

ممبرٹین کا سر بدستور جھکا ہوا تھا۔

احتیاط سے کام لینا کہیں پھنس نہ جاؤ۔"

"آپ بے فکر رہیں مادام۔"

اب تم جا سکتے ہو ...... بت سے آواز آئی اور اس کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب آف ہو گئے۔ خاور چونک پڑا اس نے اپنے سر کو تین چار مرتبہ جھٹکا اور بت کو گھورنے لگا۔ ممبرٹین نے خاور کے گرد کسی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ اور خاور چوکنا ہو گیا۔ ہال نما کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ پھر جیسے ہی خاور رسیوں سے آزاد ہوا ـــ"

اس کو ٹرانس میں لے کر سب کچھ اگلوا لیا گیا ہے ظاہر ــــ عمران بولا ـــ" اس کا لہجہ اس بات کی غمازی کر رہا تھا جناب!"

تم فوراً تمام ممبروں کو حکم دے دو کہ اپنے اپنے فلیٹوں سے باہر نکل آئیں۔ اور فلیٹ کے سامنے چھپ کر مجرموں کا انتظار کریں۔ عمران نے کہا۔ وہ دونوں اس وقت دانش منزل کے ساؤنڈ پروف کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے چہرے پر میک اپ تھا۔ ہاتھ میں ٹرانسمیٹر واچ بندھا ہوا تھا۔ اور ابھی اس نے واچ ٹرانسمیٹر پر خاور اور مادام کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی تھی۔ خاور کی آواز سن کر اس کو یہ اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ خاور ہپناٹزم کے زیر اثر جواب دے رہا ہے۔

"مگر اس سے کیا ہوگا جناب۔"

"یار تم انڈوں کا کاروبار شروع کر دو ـــ عمران چلا کر بولا۔"

مگ ..... کیوں ـــ جناب!"

"بلیک زیرو بوکھلا گیا۔"

"مجرموں کو گرفتار کرنا ہے یار۔"

اوہ ـــ یہ تو درست ہے!

تم مجرموں کو تیزی سے ہدایات دے دو ـــ ساتھ میں یہ بھی کہہ دینا اب وہ فلیٹوں کے بجائے ہوٹلوں میں قیام کریں۔ میں جولیا کو فون ماہوں عمران نے کہا اور بلیک زیرو دوسرے کمرے میں چلا گیا۔ عمران نے

اپنے قریب رکھے ہوئے فون کا ریسیور اٹھا کر جولیا کے نمبر ڈائل کئے۔ اور ریسیور کان سے لگا کر کھڑا ہو گیا۔ سلسلہ جلد ہی مل گیا۔

"یس جولیا از دس سائڈ" جولیا کی آواز آئی۔

"ایکسٹو اسپیکنگ"

عمران غرایا۔

"گڈ نائٹ سر"

"گڈ نائٹ۔

جولیا ٹاپ نائٹ کلب میں اس وقت فیاض ایک لڑکی کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔ تمہیں اس لڑکی کو اغوا کرنا ہے۔ اغوا کر کے دانش منزل پہنچاؤ گی۔" عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں حکم دیا۔

"بہت بہتر جناب!

احتیاط کی ضرورت ہے۔ واچ ٹرانسمیٹر ساتھ رکھنا کیا۔ اکیلی یہ کام کر دو گی۔" عمران بولا۔ آخر میں اس کا لہجہ سوالیہ ہو گیا تھا۔

"کیوں نہیں جناب!"

"مجھے خوشی ہوگی میک اپ میں جانا" عمران نے کہا اور جولیا کا جواب سنے بغیر ریسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ پانچ منٹ بعد بلیک زیرو بھی اس کے پاس آگیا۔ عمران اسے دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"طاہر میں ذرا فلیٹ پر جا رہا ہوں"

"کیوں جناب"

بلیک زیرو نے روانی میں پوچھا۔ مگر عمران کے گھورنے پر وہ خاموش

ہو گیا۔

"ہو سکتا ہے کہ مجرم سب سے پہلے صفدر کے فلیٹ پر آئیں۔ میں خود ان سے دو دو ہاتھ کرنا چاہتا ہوں میں نہیں چاہتا کہ یہ موقع بھی ہاتھ سے چلا جائے۔"

عمران نے کہا۔ پھر بلیک زیرو کا جواب سنے بغیر کمرے سے باہر نکل گیا چند منٹ بعد اس کی مرسیڈیز طوفانی رفتار سے صفدر کے فلیٹ کی جانب اڑی جا رہی تھی۔

عمران کے دونوں ہاتھ اسٹیرنگ پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے جب کہ چہرہ میک اپ کی وجہ سے سپاٹ تھا۔ اس کا ذہن طوفانی رفتار سے مجرموں کے متعلق سوچنے میں مصروف تھا۔ وہ ابھی تک مجرموں کے متعلق کچھ بھی نہ معلوم کر سکا تھا۔ اور یہی وجہ تھی کہ وہ خود مجرموں کے سامنے آنا چاہتا تھا۔ تاکہ کہیں اس کی عدم موجودگی میں صفدر بنا بنایا کھیل نہ بگاڑ دے حالانکہ اسے صفدر پر پورا اعتماد تھا۔

مگر پھر بھی وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کا کوئی ممبر مجرموں کے ہتھے چڑھے اسے پتہ تھا کہ مجرم حد درجہ چالاک ہیں۔ مجرموں کے متعلق نہ جانے اور کیا سوچتا ہوا وہ جلد ہی اس علاقے میں پہنچ گیا۔ جہاں صفدر کا فلیٹ تھا۔ صفدر کے فلیٹ سے تھوڑا آگے اس نے مرسیڈیز روکی اور انجن بند کر کے چابی نکالنے کے بعد دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ وہ صفدر کے فلیٹ سے چند گز آگے تھا اس نے اپنی کار کے ساتھ ٹیک کر جیب میں ہاتھ ڈالا پھر منہ بناتے ہوئے

ہاتھ باہر نکالا ۔چاروں طرف دیکھنے کے بعد اس کو ایک اسٹور نظر آیا
وہ صفدر کے فلیٹ کے عین سامنے تھا ۔عمران سٹور کی طرف چل
دیا ۔اسٹور میں آکر وہ کھڑا ہو گیا ۔ اور احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکا
جھپکا کر سڑک پر ہی مرکوز ہیں اور اسٹور کے مالک نے ایک نظر
عمران کے سراپے پر ڈالی ۔

"فرمایئے جناب ۔"

دوکاندار نے پوچھا ۔"

کیا فرمائیں ۔فرماتے ۔ فرماتے تو تمام زندگی گزر گئی ۔عمران نے
احمقانہ انداز میں کہا ۔

اگر اس کے چہرے پر میک اپ نہ ہوتا تو یقیناً چہرے پر حماقت
کے سائے ضرور نظر آتے ۔ اسٹور کے مالک نے حیرت سے عمران کو
دیکھا جب کہ اس کے اس طرح دیکھنے پر عمران نے اسے آنکھ ماردی ۔

دوکاندار سٹپٹا گیا ۔"

میرا مطلب ہے آپ کیا خریدیں گے جناب !

دوکاندار نے خفت مٹانے کے لئے جلدی سے پوچھا ۔عمران
نے ،احمقانہ انداز میں پلکیں جھپکاتا ہوئے صفدر کے فلیٹ کی طرف دیکھا

میں ایک پیکیٹ چیونگم کا خریدنا چاہتا ہوں ۔"

عمران نے جواب دیا ۔

اوہ آئی ایم سوری جناب !"

چیونگم تو نہیں ہیں ۔

کیوں ۔۔۔۔ نہیں ہیں ۔عمران بھی اڑ گیا ۔

وہ جی ۔۔۔۔۔ ختم ہو گئے ۔

دوکاندار نے عاجزی سے جواب دیا ۔

کیوں ختم کیوں ہو گئے ۔

عمران نے سڑک دیکھتے ہوئے دوکاندار کے چہرے پر جھلاہٹ
کے آثار نظر آئے ۔شائد عمران کی ٹکڑا سازی پر اسے غصہ آگیا تھا مگر
ظاہر ہے عمران کو کیا پرواہ ہو سکتی تھی ۔

بس جی وہ کم لاتے تھے ۔

دوکاندار نے لجاجت آمیز لہجے میں کہا ۔

کم نہیں لایا کرو اگر کم نہیں لاؤ گے تو وہ کیسے ختم ہوں گے ۔
عمران نے کہا ۔

اب نہیں لائیں گے غلطی ہو گئی ۔

دوکاندار نے جھلا کر کہا عمران مسکرانے لگا ۔

کیسے غلطی ہو گئی احتیاط کرنی چاہیئے نا ۔۔۔ ۔عمران ۔۔۔بھی
بھلا کہاں جان چھوڑنے والا تھا ۔

اچھا اب یہ کہ بس آپ فی الحال تشریف لے جائیں آپ تو یہی
بہتر ہے دوکاندار نے غرا کر کہا ۔

"وہ تو میں اپنے ساتھ لایا ہی نہیں ہوں ۔"

"کیا ۔۔۔"

"دوکاندار کا منہ حیرت سے کھل گیا ۔

"تشریف ۔"

عمران نے جواب دیا۔

اور دوکاندار کا پارہ انتہائی تک پہنچ گیا۔

"تم جاتے ہو یا نہیں ۔"

دوکاندار نے چیخ کر کہا۔

اور اسی وقت عمران کی نظریں ایک کار پر پڑیں جو صفدر کے فلیٹ کے سامنے رکی تھی ۔ اس میں دو نوجوان بیٹھے ہوئے تھے ۔

مگر عمران کی دور رس نظریں نے ان کے چہرے پر میک اپ تلاش کر لیا ۔ اس نے ایک نظر دوکاندار پر ڈالی ۔

پھر منہ چڑاتا ہوا دوکان سے باہر نکل گیا ۔ باہر نکلتے ہی ایک نوجوان اس سے ٹکرایا عمران نے اسے دیکھا اور مسکرانے لگا ۔ جب کہ نوجوان قہر آلود نگاہوں سے اسے گھورنے لگا ۔ وہ صفدر تھا ۔ اس کے چہرے پر میک اپ نہیں تھا اس لئے عمران اسے فوراً پہچان گیا جب کہ عمران کے چہرے پر شاندار قسم کا میک اپ تھا ۔ اس لئے صفدر عمران کو پہچان نہ سکا ۔ عمران کی نظریں کار سے اترنے والے نوجوان پر تھیں ۔

"دیکھ کر نہیں چل سکتے ۔۔۔"

صفدر نے کہا لہجے میں سختی تھی ۔

"فی الحال سامنے دیکھو دختر بھائی وہ تمہارے سسرال والے آگئے ہیں ۔ عمران نے احمقانہ انداز میں اپنے ڈیلوں کو گردش دیتے ہوئے کہا صفدر مسکرانے لگا ۔ اس نے بھی ان دونوں کو دیکھ لیا تھا ۔

"اوہ ـــــ عمران صاحب آپ ۔"

صفدر نے ہنس کر کہا ۔

"ہاں ـــ تم ایسا کرو کہ ان کے پیچھے جاؤ اور ان پر قابو پانے کوشش کرو ۔ مگر سنو ایسا کرو تم ان کی کار کی پچھلی سیٹ پر جاؤ ۔ میں اوپر جا کر ان پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہوں کامیاب ہو گیا تو ٹھیک ورنہ تم ان کا ٹھکانہ بآسانی معلوم کر لو گے ۔"

عمران نے جواب دیا ۔

عمران کا جواب سن کر صفدر مسکرا گیا ۔

اب وہ دونوں تیزی سے کمپاؤنڈ میں داخل ہونے والے تھے

عمران نے پوچھا ۔

"کیا تم نے لائٹیں آف رکھی ہیں ۔"

"جی ہاں ۔!"

صفدر نے جواب دیا ۔

اس کی نظریں ہر وقت اپنے فلیٹ کی طرف لگی ہوئی تھیں ۔

دکے ۔ "بہت اچھا ۔"

"میں اوپر جاتا ہوں ہوشیار رہنا سمجھے ۔"

عمران نے کہا ۔

اور سڑک پار کرنے کے بعد کمپاؤنڈ میں داخل ہو گیا ۔ اس کا ایک ہاتھ اپنے کوٹ کی جیب میں پڑے ہوئے ریوالور کے دستے

پر جما ہوا تھا - کمپاؤنڈ میں آ کر اس نے سیڑھیاں طے کرنا شروع کیں -

جلد ہی وہ صفدر کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ پر اس کے ہاتھ کی گرفت مضبوط ہو گئی۔"

وہ ان پر ٹوٹ پڑا - اس کا دایاں ہاتھ نمبر ٹین کی کنپٹی پر پڑا - مگر وہ ذرا سا جھک گیا تھا - اس لئے کارگر ثابت نہ ہوا نائین کے پہلو میں ٹھوکر پڑی اور وہ کراہ کر ایک جانب الٹ گیا مگر اب نمبر ٹین سنبھل چکا تھا - اس کا بایاں ہاتھ حرکت میں آیا اور اگر خاور نے جھکنے میں ذرا بھی تاخیر کی ہوتی تو یقیناً اس کی ناک بیٹھ جاتی - اس نے اپنا گھٹنا نمبر ٹین کے پیٹ میں دے مارا - اوغ کی آواز نکالتا ہوا نمبر ٹین ذرا جھک گیا - پھر خاور نے اس کے پہلو میں گھونسا جانا چاہا - مگر کامیاب نہ ہو سکا - کیوں کہ جیسے ہی اس نے اپنا ہاتھ اٹھایا نمبر ٹین کی بھرپور ٹھوکر اس کی کمر پر پڑی خاور کے حلق سے بے اختیار کراہ خارج ہو گئی اور نمبر ٹین سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا - مگر گرنے کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا -"

اب وہ ایک دوسرے کے سامنے کھڑے ہوئے تھے - خاور اکیلا تھا جبکہ وہ دو تھے اور خاور کو کینہ توز نظروں سے گھور رہے تھے ان دونوں کے ہاتھ آگے کی جانب اٹھے ہوئے تھے - جب کہ خاور پرسکون تھا

اچانک نمبر ٹین اڑتا ہوا خاور کے پاس پہنچا خاور بھی بے خبر نہ تھا فوراً ہی ایک طرف جھک گیا - اور نمبر ٹین اپنی ہی جھونک میں آگے نکل گیا - اگر وہ اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر ٹیک دینے میں ذرا بھی تاخیر سے کام لیتا تو یقیناً اس کے چہرے کا بھرتا بن جاتا - اس کے دیوار سے ٹکراتے ہی خاور کی بھرپور ٹھوکر اس کے پہلو میں پڑی نمبر ٹین کراہ کر دوسری طرف الٹ گیا - اچانک خاور جھک گیا اگر وہ ایسا نہ کرتا تو یقیناً نمبر ٹین کے وار سے نہ بچ پاتا اور نمبر ٹین جو اڑتا ہوا اس کی طرف آیا تھا اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے نمبر ٹین کو لیتا ہوا زمین بوس ہو گیا - پھر تو خاور نے ان کو ٹھوکروں پر رکھ لیا - اچانک نمبر ٹین نے ٹانگ پکڑ کر جھٹکا دیا اور خاور اڑتا ہوا ریورس میں آیا اور دائیں طرف کی دیوار کے قریب گر پڑا -

اسی وقت کمرے میں تیز قسم کی روشنی پھیل گئی - خاور کے ساتھ وہ دونوں بھی بری طرح چونکے اور پھر اس سے پہلے کہ خاور کچھ کرے شٹراک کی آواز کے ساتھ شیشے کی چادر پر گھونسے برسانا شروع کر دیئے مگر یہ کوشش بے سود رہی لیکن اس لئے یہ بات ثابت ہوئی کہ شیشے کی چادر مضبوط تھی خاور کو روشنی کے جھماکے سے یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ اس کو روشنی میں چیک کر کے یہ کارروائی کی گئی ہے - نمبر ٹین اور نائین مسکرا رہے تھے -

ابھی وہ کچھ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک شیشے کے اس کمرے میں جس میں خاور موجود تھا دھواں بھرنا شروع ہو گیا - سنہری رنگ کا دھواں بھرتے

دیکھ کر خاور نے اپنی سانس روک لی۔ مگر کب تک تین منٹ بعد دھواں اس کی ناک کے ذریعے پیٹ میں سرائت کر گیا اور خاور لہرا کر فرش پر آرہا۔

نمبر ٹین۔۔۔۔ اچانک بت کی آنکھیں روشن ہو گئیں اور اس کے ہونٹوں سے آواز نکلی اور وہ دونوں سرتاپا لرزہ کر رہ گئے۔ اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولیں شیشے کی چادریں اوپر اٹھ چھت میں غائب ہو گئیں۔ نمبر نائن نے ٹین کے اشارے سے کہا کہ اس کے ہاتھ سے گھڑی بھی اتار لو۔"

پھر آگے بڑھ کر خاور کو اٹھا لیا پھر اس کے ہاتھ سے گھڑی اتار کر جیب میں ڈال دی اور ایک طرف چل دیئے ان کے دیوار کے قریب پہنچتے ہی دیوار شق ہو گئی اور وہ سیڑھیاں طے کرنے لگے پانچ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد نمبر ٹین نے تین مرتبہ پاؤں زمین پر دے مارا دائیں طرف کی دیوار پھٹ گئی اور وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔ اندر بھی سیڑھیاں تھیں۔ سیڑھیاں طے کر کے وہ نیچے آگئے۔

پھر دروازے کے قریب پہنچ کر نمبر ٹین نے دروازہ کھولا اور نائین کو اندر ڈال دیا۔ پھر وہ دونوں کمرے سے باہر نکل آئے دروازے کو لاک کرنے کے بعد انہوں نے سیڑھیاں چڑھنا شروع کر دیں۔

اوپر پہنچ کر وہ دیوار پار کر کے لفٹ کی طرف جانے والی سیڑھیاں پر نکل آئے اور وہ دیواریں پھر مل گئیں۔ دائیں طرف مڑ کر وہ اوپر کی طرف چل دیئے۔ اور لفٹ نما باتھ روم

کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئے۔

باتھ روم میں آکر انہوں نے واشن بیسن میں لگے ہوئے دونوں نل کھول دیئے تقریباً" آدھے منٹ بعد نل سے پانی نکلنا بند ہو گیا تو انہوں نے نل بند کر دیئے اور باتھ روم تیزی سے اوپر کی طرف جانے لگا چند لمحے بعد وہ رک گیا اور وہ دونوں دروازہ کھول کر باہر نکل آئے ڈرائنگ روم سے نکل کر وہ راہداری سے ہوتے ہوئے پورٹیکو میں آگئے پورٹیکو میں کھڑی ہوئی سیاہ کار کا دروازہ کھول کر نمبر ٹین نے اسٹیرنگ سنبھال لیا اور ڈال کر کار بیک کی آہنی گیٹ خود بخود کھل گیا۔ اور نمبر ٹین کار باہر لیتا ہوا چلا گیا۔ نمبر نائین اس کے برابر میں بیٹھا تھا۔ چند لمحوں بعد ان کی کار سڑک پر بڑی تیزی رفتار سے پھسل رہی تھی۔"

ساحلِ سمندر......

کی طرف جانے والی سڑک اس وقت ویران پڑی ہوئی تھی اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ رات کے دو بجے رہے تھے۔

سڑک کے دونوں اطراف جھاڑیوں کے سلسلے پھیلے ہوئے تھے تاریکی اور سکوت کا پردہ چاک کر دیتی مگر یہ سلسلہ زیادہ دیر قائم نہ رہتا۔ آواز کے ختم ہوتے ہی سکوت ماحول پر پھر سے اپنا راج قائم کر لیتا۔"

ایسے عالم میں اچانک جھاڑیوں کے درمیان بنے ہوئے راستے

پھر روشنی کی کرنیں نظر آئیں اور رفتہ رفتہ روشنی کی کرنوں نے ہیڈ لائٹس کی صورت اختیار کر لی۔ اب یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ کسی گاڑی کی لائٹس ہیں چند منٹ بعد کچے راستے سے ویگن برآمد ہوئی اور ٹرن لے کر دوڑنے لگی۔ اس کے انجن کی آواز نے بھیانک سکوت کو درہم برہم کر کے رکھ دیا تھا۔ جب کہ لائٹوں کی روشنی سے تاریکی بھی ایک حد چھٹ چکی تھی۔ ویگن کی رفتار خاصی تیز تھی۔ تیز رفتاری سے وہ شہر کی طرف جانے والے راستوں میں دوڑتی رہی اور جلد ہی شہر کی حدود میں داخل ہو گئی۔

شہر کی حدود میں آ کر اس نے لائٹس آف کیں پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد وہ ایک خوبصورت کوٹھی کے گیٹ پر رکی ہوئی تھی اس کے رکتے ہی ویگن کا دروازہ کھلا ایک نوجوان باہر آ گیا۔ اندھیرے کی وجہ سے اس کے خدوخال نظر نہیں آ رہے تھے۔ ویگن سے اتر کر وہ گیٹ کے قریب والے ستون پر اپنی شہادت کی انگلی رکھ دی اس کے ایسا کرنے سے گیٹ کھل گیا۔ شائد گیٹ کسی میکنزم کے تحت کھلتا تھا۔ گیٹ کے کھلتے ہی ویگن رینگتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ اور اس کے اندر داخل ہوتے ہی وہ نوجوان بھی اندر داخل ہو گیا جس نے گیٹ کھولا تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی گیٹ بند ہو گیا۔ ویگن اندر جا کر رک گئی۔ پہلے اس کا انجن بند ہوا اور انجن کے بند ہوتے ہی اس میں ایک ایک کر کے چھ نوجوان باہر نکل آئے کوٹھی کے گیٹ کے اندرونی روشنیاں آن تھیں۔ صدر دروازے

پر بھی ایک چھوٹا سا بلب لگا ہوا تھا۔ جس کی وجہ سے ان کی شکلیں بخوبی نظر آ رہی تھیں۔ شکل و صورت سے وہ غیر ملکی معلوم ہو رہے تھے۔

ان کے جسموں پر ایک جیسا ہی لباس تھا۔ ہلکے سبز رنگ کا چست لباس ویگن سے باہر آ کر انہوں نے اس کے اندر سے بڑے بڑے بکس اتارنے شروع کر دیئے۔ وہ بکس تعداد میں تین تھے وہ لکڑی کے بنے ہوئے تھے۔ دو نوجوانوں نے ایک ایک بکس سنبھالا اور صدر دروازے کی طرف چل پڑے۔ صدر دروازے سے گزر کر وہ راہداری میں آ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بڑے سے کمرے میں کھڑے تھے۔ شائد بکس میں وزنی چیزیں رکھی ہوئی تھیں کیونکہ ان کی سانس بری طرح پھول چکی تھی۔ اور وہ اب اپنی سانسوں پر قابو پانے کی کوشش کر رہے تھے۔

وہ کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے خالی تھا بلکہ یہ کہنا مناسب ہو گا کہ سپاٹ دیواروں کے علاوہ اس میں کچھ نہ تھا کمرے میں ان کے سانسوں کی آوازیں گونج رہی تھیں چند منٹ بعد اس نوجوان نے جس نے گیٹ کھولا تھا۔ اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور جب اس کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس میں ایک لائٹر دبا ہوا تھا۔ نوجوان نے انگوٹھے کی مدد سے لائٹر روشن کیا پھر پھونک مار کر شعلے کو بجھا دیا۔ اور لائٹر کو منہ سے قریب کر کے بولنا شروع کیا۔

”ہیلو مادام کالنگ نمبر ٹین۔“ نوجوان نے کہا اس کے لہجے میں انکساری شائد اس کا نام نمبر ٹین تھا۔

"یس نمبر ٹین۔ مادام اسپیکنگ اوور۔"

"ہم مال لانے میں کامیاب ہو چکے ہیں" مادام اوور۔"

"ویری گڈ۔ نمبر ٹین مجھے یقین تھا تم کامیاب لوٹو گے اوور۔"

"تھینک یو مادام اوور۔"

"اس مال کو گودام میں پہنچا دوں اوور۔"

"بہت بہتر، مادام اوور۔"

"اوور اینڈ آل" مادام کی آواز آئی اور دوسری طرف سے سلسلہ منقطع ہو گیا۔ نمبر ٹین نے بھی لائیٹر جیب میں رکھ لیا اور دائیں طرف والی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے دیوار پر تین مرتبہ ہاتھ مارا۔ اور تیسری مرتبہ ہاتھ مارتے ہی دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ دوسری جانب روشنی تھی۔ یلین فرش ڈھلان سے بنا ہوا تھا۔

کمرے کی طرف سے وہ اونچا تھا۔ جب کہ آگے کی جانب جھکتا چلا گیا تھا۔ نمبر ۱ نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا۔

"چلو بکس اندر ڈالو" نمبر ۱ نے ایک سے کہا۔

"او کے جناب۔"

"ایک ایک کر کے ڈالنا"

"بہت بہتر جناب" اس نے کہا اور ایک نے دوسرے کی مدد سے بکس کو چکنے فرش پر رکھا اور ولہنے پیر کی مدد سے اسے دھکا دے دیا

یکے بعد دیگرے تینوں بکس پہنچا دینے کے بعد نمبر ۱ نے ریوالور پر دو مرتبہ ہاتھ مارا۔ اور دیوار پھر آپس میں مل گئی۔ اب کوئی دیکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ جوڑ لگی دیوار ہے۔

"اور کوئی حکم جناب" ایک نے ادب سے پوچھا۔

"آپ سب لوگ اپنے اپنے کمرے میں جا سکتے ہیں۔ نمبر تین نے کہا۔

"بہت بہتر جناب" سب نے ایک زبان ہو کر کہا۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ راہداری میں آ کر وہ ایک طرف چل دیا۔ پھر سرے پر بنے ہوئے آخری کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ شاید وہ اسی کا کمرہ تھا۔"

جولیا

کی کار سبک رفتاری سے ٹپ ٹاپ کلب کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ جولیا کے چہرے پر میک اپ کی تہیں جمی ہوئی تھیں جس کی وجہ سے چہرہ سپاٹ تھا۔ البتہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

وہ ایکسٹو کا حکم ملتے ہی گھر سے روانہ ہو گئی تھی۔ اسے فیاض سے ٹپ ٹاپ میں بیٹھی ہوئی لڑکی کو اغوا کرنا تھا۔ ایکسٹو اس لڑکی کو کیوں اغوا کرنا چاہتا تھا۔ جولیا اب بات سے بے خبر تھی۔ کافی دیر تک وہ اسی الجھن میں رہی اور جب اس سوال کا جواب پانے میں ناکامیاب رہی تو جبکہ ایکسٹو اس لڑکی کو اغوا کیوں کرنا چاہتا

ہے! تو اس نے سر جھٹک کر اپنے ذہن کو خیالات سے آزاد کر دیا۔ بیک مرر پر نگاہ ڈال کر اس نے عقب کا جائزہ لیا اور اس بات کا اطمینان کر لینے کے بعد کہ اس کا تعاقب نہیں ہو رہا ہے - اس نے ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا -

چند منٹ بعد اس کی کار ٹپ ٹاپ کے مین گیٹ سے اندر داخل ہو رہی تھی - پارکنگ میں کار روک کر اس کی ہیڈ لائٹس آف کیں پھر انجن بند کر کے باہر نکل آئی - اس نے پہلے وہ چابی نکالنا نہیں بھولی تھی - کار سے اتر کر اس نے اپنی کار کے برابر کھڑی ہوئی کار کو دیکھا پھر فیاض کی کار کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی -

جس جگہ جولیا نے اپنی کار پارک کی تھی - وہاں نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی - جولیا نے کچھ سوچا پھر اچانک اس کی نگاہ صدر دروازے کی طرف اٹھ گئی - اس نے فیاض کے ساتھ ایک خوبصورت لڑکی کو باہر جاتے دیکھ لیا تھا -

اچانک ہی اس نے فیاض کی کار کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس کی پچھلی سیٹ پر رینگ گئی - وہ پوری طرح محتاط تھی چند لمحوں بعد قدموں کی آوازیں اس کی کانوں میں پڑیں - اور کار کے قریب آ کر آوازیں معدوم ہو گئیں - پھر دروازہ کھلا اور فیاض اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا - لڑکی اس کے برابر میں بیٹھی - جولیا نے اپنے گریبان میں ہاتھ ڈال کر ایک رومال نکالا - دائیں ہاتھ میں رومال تھام کر اس نے بائیں ہاتھ سے ریوالور نکال کر نال کی طرف سے پکڑا!

پھر اچانک اس کے دونوں ہاتھ ایک ساتھ اٹھے - کھٹاک کی آواز کے ساتھ ریوالور کا دستہ فیاض کی کنپٹی پر پڑا جب کہ جولیا کا رومال لڑکی کے ناک پر جم گیا - فیاض کراہ کر رہ گیا - اس کا سر سیٹ کی پشت سے ٹک گیا وہ بے ہوش ہو چکا تھا - جب کہ رومال میں لگے ہوئے کلوروفارم نے لڑکی کو جلد ہی دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا تھا -

پوری طرح اطمینان کر لینے کے بعد جولیا نے رومال اور ریوالور گریبان میں رکھا اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی - اترنے کے بعد اس نے اگلا دروازہ کھولا - پھر لڑکی کو باہر نکالنے کے بعد اسے اپنی کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا - ان میں اسے کوئی خاص دشواری پیش نہ آئی - لڑکی کو پچھلی سیٹ پر ڈالنے کے بعد اس نے اسٹیرنگ سنبھالا اگنیشن میں چابی گھماتے ہی اس نے گیئر بدل کر ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا - کار ایک جھٹکے کے ساتھ ٹرن لے کر سیدھی سڑک پر دوڑنے لگی - جولیا لمحہ بہ لمحہ اس کی رفتار میں اضافہ کرتی چلی گئی چند منٹ بعد اس کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی دانش منزل کی سڑک پر دوڑ رہی تھی - جولیا خوش تھی کہ اس کو اس کام میں کسی قسم کی دشواری پیش نہ آئی - ورنہ وہ تو سوچ رہی تھی کہ ایکسٹو نے پہلی مرتبہ اس سے کسی ایسے کام کے لئے کہا تھا جو کافی دشوار طلب تھا - اگر وہ اس کام کو پورا نہ کر سکی تو ایکسٹو نہ جانے اسے کیا سزا دے اور سزا کے تصور ہی سے اسکی ریڑھ کی ہڈی میں سرد لہر دوڑ گئی۔

اسے ان سزاؤں کا علم تھا جو ایکسٹو اپنے ماتحتوں کو ناکامی کی صورت میں دیا کرتا تھا۔

مگر اب جب کہ وہ کامیاب ہو چکی تھی بے حد مسرور تھی عقبی آئینے پر نظر ڈال کر اس نے تعاقب کا اندازہ لگایا۔ پھر میدان صاف دیکھ کر اس نے ونڈ شیلڈ پر نظریں جما دیں۔

وہ جلد ہی دانش منزل پہنچ گئی۔ پورٹیکو میں کار روک کر اس نے انجن بند کیا۔ اور دروازہ کھول کر نیچے اتر آئی۔ پچھلا دروازہ کھول کر اس نے لڑکی کو باہر نکال کر کاندھے پر لادا اور اندر کی جانب چل دی یقیناً وہ اپنے نسوانی بدن میں طاقت رکھتی تھی۔ جبھی تو لڑکی کو کاندھے پر لادے اندر کی طرف جا رہی تھی۔ ورنہ عام لڑکیوں میں اتنی طاقت نہیں ہوتی۔ مگر وہ جولیا تھی۔ ایکسٹو ٹیم کی ممبر جو نہ کم گزرے کم تھا۔

اندر پہنچ کر وہ راہداری میں چل دی۔ پھر ساؤنڈ پروف کمرے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گئی۔ دانش منزل کے کمروں کے دروازے صرف ٹیم کے ممبروں کو ہی آتا تھا۔

کمرے میں ایک صوفے پر لڑکی کو ڈال کر جولیا نے ایک رسی سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے۔ پھر کمرے سے باہر نکل آئی صدر دروازے سے نکل کر وہ راہداری میں آگئی اور چند منٹ بعد اس کی کار اپنے فلیٹ کی طرف اڑی جا رہی تھی جولیا کا چہرہ بدستور سپاٹ تھا۔ البتہ آنکھیں چمک رہی تھیں۔

عمران نے چند لمحے کا توقف کیا۔ پھر کی ہول سے آنکھ لگا کر اندر کا منظر دیکھنے لگا۔

اندر لائٹس آن تھیں۔ دونوں دروازے کی طرف پشت کیے کچھ کنے انداز میں چاروں طرف دیکھ رہے تھے۔ شاید لائٹ انہوں نے ہی آن کی تھی۔ عمران نے چند لمحے کچھ سوچا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔ کھڑے ہو کر اس نے جیب سے بے آواز ریوالور نکال کر داہنے ہاتھ میں پکڑا اور بائیں ہاتھ سے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا۔ دروازہ انہوں نے شاید لاک نہیں کیا تھا۔ کیونکہ وہ بے آواز طریقے سے کھلتا چلا گیا اور عمران دبے پاؤں اندر داخل ہو گیا۔

اندر آ کر اس نے ریوالور سیدھا کر کے آہستگی سے دروازے کو بند کر دیا۔ کمرے میں موت کی سی خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مگر عمران کی آواز نے اس خاموشی کو درہم برہم کر کے رکھ دیا۔

"اب دونوں اپنے ہاتھ بلند کر لو اور ریوالور پھینک دو"۔ عمران کی آواز نے ان دونوں کے لئے بم کے دھماکے سے زیادہ دھماکہ خیز ثابت ہوئی وہ بری طرح چونک پڑے۔ عمران بے حد چوکنا تھا۔ اور اس کی آواز بھی بدلی ہوئی تھی۔

"نہیں تم دونوں حرکت نہیں کرو گے۔ ریوالور پھینک دو ورنہ" عمران نے کہا اس کے لہجے میں غراہٹ سن کر ایسا محسوس ہوتا جیسے بہت سے بھیڑیئے مل کر غرا رہے ہوں۔ کمرے میں دوبارہ

خاموشی چھا گئی۔ پھر اس خاموشی کو ان کے فرش پر گرنے والے ریوالوروں کی آوازوں نے توڑا۔ ریوالور پھینک کر انہوں نے اپنے ہاتھ بلند کر لئے۔ عمران سفاکی سے مسکرانے لگا۔

"اب تم میری طرف گھوم سکتے ہو۔" مگر خبردار غلط حرکت کی ذمہ داری تم پر ہوگی۔"

عمران نے کہا اس کے لہجے میں دھمکی شامل تھی۔ وہ دونوں ہاتھ بلند کئے اس کی طرف گھوم گئے۔ ان کے چہرے سپاٹ تھے۔ عمران چند لمحوں تک ان کو بغور دیکھتا رہا پھر معنی خیز انداز میں مسکرانے لگا مگر میں خاموشی نے قدم [illegible] لئے تھے۔"

"کون ہو تم" ان میں سے ایک نے جواب دینے کی بجائے سوال داغ دیا۔ عمران کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ پھیل گئی۔

"بس اس گھر کا مالک ہوں" عمران نے صفائی سے جھوٹ بولا۔

"اور ہم دونوں چور ہیں مسٹر صفدر" انہوں نے بھی صفائی سے جھوٹ بولا اور عمران مسکرانے لگا۔

"تم کو میرا نام کیسے معلوم ہوا" عمران نے چونکنے کی ایکٹنگ کی مگر لہجے میں سختی تھی۔

"بس معلوم ہو گیا۔ لاپرواہی سے جواب دیا گیا۔

"بکواس مت کرو اور بتاؤ تم کون ہو"

"کہہ جو دیا ہم چور ہیں۔"

"ہوں تم چور ہو، مگر چور اپنے چہرے پر میک اپ نہیں کیا کرتے" عمران نے انکشاف کیا اور دونوں ایک مرتبہ پھر اچھل پڑے ان کی آنکھوں میں ایک مرتبہ پھر الجھن نظر آئی۔ پھر وہ پرسکون ہو گئے۔

عمران کا ذہن سوچنے میں مصروف تھا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ وہ بے خبر ہے۔ وہ پوری طرح چوکنا تھا۔

اب کیا چاہتے ہو جو عمران کو جواب دے رہا تھا۔ اس نے پوچھا دوسرا خاموش ہی رہا۔ اس کا سوال سن کر عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"صرف اتنا کہ تم سچ اگل دو کہ تم کون ہو"

"ہم کون ہیں۔ وہ سفاکی سے مسکرایا۔

"ہاں"

"بنت نسواں کے غلام" جواب دینے والے نے کہا اس مرتبہ عمران کے اچھلنے کی باری تھی اس کا جواب ہی کچھ ایسا تھا کہ عمران کو چونکنا پڑا۔

کیا۔۔۔۔ عورت؟ عمران کا جملہ مکمل ہونے سے پہلے ہی جواب دینے والے نے عمران پر چھلانگ لگا دی عمران کے باقی الفاظ حلق میں ہی گھٹ کر رہ گیا۔ وہ اپنی غلطی کی وجہ سے مار کھا گیا تھا۔ اس کا حریف اسے رگیدتا ہوا دیوار تک لے گیا۔ دوسرے نے جلدی سے ریوالور اٹھا لئے۔ مگر وہ گولی چلانے سے قاصر تھا۔ شائد اسے خطرہ تھا کہ گولی کہیں اس کے ساتھی کا ہی چراغ گل نہ کر دے اور یہ حقیقت

تھی اگر وہ گولی چلا دیتا تو شاید گولی عمران کے بجائے اس کے ساتھی کو لگتی کیوں کہ کبھی عمران اپنے حریف پر ہوتا تھا اور کبھی حریف عمران پر۔ اچانک ایک بار جیسے ہی عمران کا حریف اس کے اوپر آیا عمران نے اپنی دونوں ٹانگوں کی مدد سے اسے اچھال دیا وہ اڑتا ہوا اپنے ساتھی سے جا ٹکرایا اور نتیجے میں وہ اپنے ساتھی کو ساتھ لیتا ہوا زمین بوس ہو گیا۔

عمران پھرتی کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ دوسرے ہی لمحے وہ پھرتی سے اچھلا اور اڑتا ہوا ان پر جا پڑا۔ مگر اس کا وہ مقابل جو اس سے نبرد آزما تھا پھرتی سے کروٹ بدل گیا۔ اور عمران دوسرے پر جا گرا اس کے منہ سے کراہ نکل گئی۔

مگر یہ چیخ عمران کی کہاں تھی وہ تو اس کی تھی جو عمران کے نیچے دبا ہوا تھا۔ ہوا یوں کہ جیسے ہی اس نے عمران کو ٹھوکر مارنی چاہی عمران پھرتی سے ہٹ گیا۔ نتیجے میں ٹھوکر اس کے ساتھی کے پہلو پر پڑی۔

عمران اٹھ کھڑا ہوا جس کو ٹھوکر لگی تھی۔ وہ ابھی تک زمین پر پڑا ہوا تھا جبکہ دوسرا اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ وہ ایک دوسرے کو قہر آلود نگاہوں سے گھور رہے تھے۔ عمران پرسکون تھا۔ اچانک اس کے حریف کی گھڑی اس کے سر کو دو حصوں میں تقسیم کرنے کے لئے فضا لہرائی۔ عمران کراٹے کے اسی خطرناک داؤں سے اچھی طرح واقف تھا وہ فوراً ہی ذرا سا جھک گیا۔ اِس کے حریف کا وار

خالی گیا۔ عمران نے پھرتی سے اس کی کلائی تھام کر موڑ دی۔ اب اس کا حریف تکلیف کی شدّت سے دوہرا ہو گیا۔ عمران نے اسی پر بس نہیں کیا۔ بلکہ اس نے اپنا داہنا گھٹنا قوت سے اس کی کمر میں جا کر چھوڑ دیا۔ حریف کے حلق سے چیخ نکل گئی۔ وہ لہرا کر آگے بڑھ کر گر پڑا۔ مگر وہ بھی سخت جان تھا۔ اس خیال سے فوراً کروٹ بدل گیا کہ شاید عمران کی دوسری لات نہ جم جائے۔

اور عمران ابھی کچھ کرنے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے قریب پڑے ہوئے دوسرے نوجوان نے اس کی ٹانگ پکڑ کر گھسیٹ دی۔

عمران اس کو فراموش کر چکا تھا۔ اِس لئے مار کھا گیا۔ دوسرے لمحے اچانک توازن بگڑ نے پر اپنے آپ کو سنبھال سکا اس پہ ستم یہ کہ اس کی کھوپڑی ایک دھماکے سے فرش سے ٹکرائی۔ عمران کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

ابھی وہ سنبھلنے کی کوشش ہی کر رہا تھا کہ اچانک مدمقابل کے ریوالور کا دستہ اس کی کھوپڑی میں کہکشاں روشنی کر گیا۔ ضرب زوردار تھی عمران کوشش کے باوجود اپنے آپ کو تاریکی کے غار میں گرنے سے نہ بچا سکا۔ اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ بے ہوش ہو گیا۔

دونوں اب کھڑے ہو کر اپنا لباس درست کر رہے تھے۔

اچانک وہ بری طرح چونک پڑے۔

وہ کوریڈور میں پیدا ہونے والی قدموں کی آوازیں تھیں ایسا لگتا تھا۔ جیسے کئی انسان مل کر بھاگ رہے ہوں ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کریں۔

اچانک فلیٹ کے دروازے پر بھرپور انداز میں دستک دی گئی۔ وہ دونوں اس نئی آنے والی افتاد سے گھبرا گئے۔ ان کو یہ سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ دھوم دھڑکے کی آوازوں نے ارد گرد کے فلیٹوں کے مکینوں کو اس طرف متوجہ کر لیا اور اب وہ صورت حال معلوم کرنے آئے ہیں۔ ان دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا

"اب کیا کریں" نمبر ٹین" ایک نے پوچھا۔

"صرف فرار ورنہ بری طرح پھنس جائیں گے۔ نمبر ٹین نے جواب دیا۔

"مگر یہ"

نمبر نائین نے کہا اس کا اشارہ عمران کی طرف تھا جسے وہ صفدر سمجھ رہے ہیں۔ دروازے پر اب دستک کے بجائے گھونسے برس رہے تھے۔

"اس کو چھوڑ دو ، پہلے فرار کا راستہ تلاش کرو" نمبر ٹین غرایا وہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اب دروازہ بری طرح پیٹا جا رہا تھا۔

"مم۔۔۔۔ گر۔۔۔۔ مادام کو کیا جواب دیں گے"۔ نمبر نائین

ہکلایا۔ "میں نپٹ لوں گا" نمبر نائین نے کہا۔ اور اچانک وہ چونک پڑا۔

پھر وہ تیر کی طرح اس کھڑکی کی طرف بڑھا جو بند تھی۔ کھڑکی کے قریب پہنچ کر اس نے کھڑکی کھولی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت دوسری منزل پر تھے۔ نمبر ٹین مایوس ہونے ہی والا تھا کہ اچانک اس کی نگاہ دیوار کے ساتھ لگے ہوئے پائپ پر پڑی۔

اس نے معنی خیز انداز میں اپنے قریب کھڑے ہوئے نمبر نائین کو دیکھا۔ اور اگلے ہی لمحے وہ پائپ کے ذریعے نیچے جا رہے تھے ان کے زمین پر آتے ہی نمبر نائین کمپاؤنڈ کی دیوار کی طرف متوجہ ہو گیا۔ پھر ان کو عقبی گلی میں آنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی تھی گلی میں آ کر وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے سڑک پر نکل آئے۔ اگلے لمحے وہ اپنی سیاہ کار کی طرف جا رہے تھے۔

صفدر عمران کے چلے جانے کے بعد چند لمحوں تک اسٹور کے پاس کھڑا رہا۔ اسٹور بند ہو چکا تھا جب کہ وہ سڑک بھی تقریباً سنسان ہو چکی تھی۔ شائد اس کی وجہ یہ تھی کہ رات کے دس بجے کا وقت تھا۔

صفدر نے آخری بار واچ ٹرانسمیٹر پر ٹائم دیکھا پھر آہستگی سے پچھلا دروازہ کھول کر رینگ گیا۔ پچھلی اور اگلی سیٹ کے درمیانی خالی جگہ میں اس نے اپنے وجود کو پوری طرح چھپا لیا۔ اور ان دونوں کے آنے کا انتظار کرنے لگا۔ دو منٹ بعد اچانک اس کے ذہن میں جھماکہ ہوا اور وہ چونک پڑا۔ اگر وہ عمران صاحب کو بے ہوش کرنے میں کامیاب ہو گئے تو ضرور کار کی پچھلی سیٹ پر ان کو ڈالیں گے۔ پھر اس کا ان کی نظروں میں آجانا یقینی بات تھی۔ اور اسی بات نے صفدر کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے ابھی تک اسی بات پر غور نہیں کیا تھا۔ اس کا ذہن تیزی سے سوچنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن ابھی وہ کچھ فیصلہ بھی نہ کر پایا تھا کہ قدموں کی آوازیں صفدر کے کانوں میں پڑیں۔

پھر آوازیں کار کے قریب آکر معدوم ہو گئیں۔ صفدر نے جب ان کو خالی ہاتھ دیکھا تو اطمینان کا سانس لیا۔ ورنہ وہ تو سوچ رہا تھا کہ بری طرح پھنس جائے گا۔ آنے والے وہی نوجوان تھے جو کار سے اتر کر اس کے فلیٹ میں گئے تھے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے عمران صاحب پر قابو پا لیا مگر یہ ان کو ساتھ کیوں نہ لائے۔ صفدر نے سوچا اور آخری سوال اس کے ذہن میں کانٹے کی طرح چبھنے لگی۔ مگر وہ زیادہ دیر تک اپنے ذہن کو مصروف نہ رکھ سکا۔

کیوں کہ وہ دونوں دروازے کھول کر اگلی سیٹ پر بیٹھ گیا صفدر نے اپنی سانس روک لی تھی۔ شائد وہ پوری طرح محتاط رہنا چاہتا تھا۔

پہلے کار کا انجن جاگا۔ اس کے بعد ایک جھٹکے کے ساتھ کار آگے بڑھ گئی۔ اندرونی لائٹ آف ہی رہی اور یہ صفدر کے حق میں اور بھی مفید تھا۔ کار کی رفتار لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

صفدر نے اپنی جیب سے بے آواز ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور آہستگی سے اٹھ کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اس کی ریوالور کی نال اگلے لمحے کار ڈرائیو کرنے والے کی گدی سے چپکی ہوئی تھی۔

پھر ظاہر ہے کار ڈرائیو کرنے والے نمبر ٹین کو اس کا احساس ہی ہو گیا ہو گا اور یہی وجہ تھی کہ وہ چونک پڑا۔ اس کے برابر میں بیٹھا ہوا نمبر نائین نجانے کن سوچوں میں غرق تھا۔ ورنہ اپنے ساتھی کو ضرور چونکتا دیکھ کر خطرہ محسوس کرتا۔ اچانک کسی خیال کے پیش نظر صفدر نے اپنا فاؤنٹین پین نکال کر نمبر نائین کی گدی پر لگا دیا۔ اب نمبر نائین چونک پڑا۔

"کون ہو تم!"

"تمہاری موت۔"

"کیا مطلب!"

"مطلب یہ کہ کار میری مرضی کے مطابق چلاؤ۔ ورنہ......"
صفدر نے جان بوجھ کر سفاکی سے کہتے ہوئے جملے کو ادھورا چھوڑ دیا۔

"مگر تم چاہتے کیا ہو۔"

"ہر سوال کا جواب دینا ضروری نہیں ہوتا۔ مسٹر صفدر غرایا۔

"تم جانتے ہو کہ کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کر رہے ہو۔
صفدر بولا اور نمبر ٹین چونک پڑا۔

"اوہ۔ تو تم مسٹر صفدر ہو غالباً۔"

"تمہارا خیال درست ہے۔"

"واقعی تم نے بڑی اچھی چال چلی مسٹر صفدر۔" مگر میرے خیال میں تم نقصان میں رہو گے۔"
نمبر ٹین نے مضحکہ خیز انداز میں کہا۔

"یہ وقت کی بات ہے مسٹر۔"

"کیا تم سمجھتے ہو کہ ہم کو اپنی مطلوبہ کوٹھی پر لے جانے میں کامیاب ہو جاؤ گے۔" نمبر ٹین نے کہا۔ آخر میں اس کا لہجہ سوالیہ ہو گیا۔ صفدر سفاکی سے مسکرا دیا۔

کار تیز رفتاری سے راستہ طے کر رہی تھی۔ ویسے اب تک اس

کا رخ تبدیل نہیں ہوا تھا۔

"کیوں نہیں مجھے اپنے ریوالور پر اعتماد ہے۔"

"کیوں خود پر اعتماد نہیں۔......؟"

"نہیں میں دھوکہ کھا جاتا ہوں، مگر یہ........ صفدر نے معنی خیز انداز میں کہا۔ لیکن پھر بولا" تم نے ابھی تک کار کا رخ تبدیل نہیں کیا۔"

"کر دیتا ہوں مگر یاد رکھو گھاٹے میں رہو گے۔"

"اگر اس مرتبہ پھر اس کی...... تو گولی حلق سے پار ہو جائے گی۔ صفدر غرایا۔ نمبر ٹین ابھی تک خاموش تھا۔ کار میں چند لمحوں کے لئے خاموشی چھا گئی۔ اور اچانک ہی نمبر ٹین نے ایک موڑ پر رنگ وہیل موڑ دی۔

فضا میں ٹائروں کی چرچراہٹ گونج اٹھی کار ایک جھٹکے کے ساتھ ٹرن ہوئی اور جھٹکا لگنے سے ریوالور کی نال ایک لمحے کے لئے نمبر ٹین کی گدی سے ہٹ گئی۔ نمبر ٹین کا ایک ہاتھ برق سرعت سے ڈیش بورڈ پر لگے ہوئے بٹن کو پش کر چکا تھا۔

صفدر نے پھرتی سے اپنے آپ پر قابو پانے کی کوشش کی مگر اگلے ہی لمحے اس نے اپنا دوسرا ہاتھ پھرتی سے کھینچ لیا۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو چھت سے نکل کر اس اور نمبر ٹین کے درمیان حائل ہونے والی شیشے کی دیوار اس کا ہاتھ ضرور کچل دی۔

صفدر بدلی ہوئی سچوایشن دیکھ کر گھبرا گیا اس کا ہاتھ دروازے

کے ہینڈل پر پڑا۔ مگر دو منٹ کی جدوجہد کے بعد بھی وہ دروازہ کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا۔ کھڑکیوں کے شیشوں پر کالے غلاف چڑھ چکے تھے۔ صفدر نے اپنے چاروں طرف لگے ہوئے شیشوں پر ریوالور کا دستہ بھی مارا۔ مگر ناکامی ہوئی۔

"مسٹر صفدر میں نے کہا تھا نا کہ تم گھاٹے میں رہو گے"۔

"سائنس کی قوت پر بہت ناز ہے"۔

"ہمیں بھی تو اپنے ریوالور پر ناز تھا"۔

جواب اتنا شاندار تھا کہ صفدر بھنا کر رہ گیا۔ لیکن وہ اس کے سوا کر بھی کیا سکتا تھا۔ بلکہ جھلاہٹ میں اس نے پے در پے اس شیشے کی دیوار پر جو اس کے اور ان دونوں کے درمیان حائل تھی۔ دستے برسانے شروع کر دیتے۔"

"اس سے کچھ نہ ہوگا مسٹر صفدر یہ شیشے کی دیوار اور تمہاری کھوپڑی سے زیادہ مضبوط ہے۔ اسے تم زندگی بھر نہ توڑ سکو گے" نمبر ٹین نے کہا۔ صفدر نے کوئی جواب نہ دیا اور خاموش ہی رہا۔ وہ بازی ہار چکا تھا۔ اسے نہیں معلوم تھا۔ کہ مجرم سائنسی ذریعے استعمال کریں گے۔ ورنہ وہ کبھی کار میں گھسنے کی حماقت نہ کرتا مگر اب کیا ہو سکتا تھا۔ حماقت تو ہو ہی چکی تھی۔ مجرم اس پر قابو پا چکے تھے اور صفدر بری طرح پھنس چکا تھا۔ اچانک ایک خیال بڑی سرعت کے ساتھ اس کے دماغ میں رینگ گیا۔ اس

نے ریوالور اٹھا کر اس کی نالی اپنی کنپٹی پر رکھ دی۔

نمبر نائین کی آنکھوں میں ایسا کرتے دیکھ کر الجھنیں نظر آئیں مگر وہ صفدر کا مقصد سمجھنے میں ناکام رہا۔ صفدر کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔

عمران کی جس وقت آنکھیں کھلیں اس نے اپنے آپ کو بہت سارے لوگوں کے درمیان پایا۔ کئی مرتبہ اس نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اپنے اردگرد کھڑے ہوئے لوگوں کو دیکھا اور پھر بے اختیار اس کا ہاتھ اپنے سر کے پچھلے حصے پر چلا گیا جہاں ایک چھوٹا سا سر ابھرا ہوا تھا۔

اچانک عمران کے ذہن میں جھماکہ ہوا۔ اور بوکھلا کر اٹھ بیٹھا اپنے اور پھر بے اختیار اسے احساس ہو گیا کہ وہ صفدر کے ہی فلیٹ میں ہے۔ مگر یہ ہجوم عمران نے سوچا کہیں خواب تو نہیں ہے۔

مگر وہ خواب نہیں تھا حقیقت تھی پھر جلد ہی اس کو

آدمی کی طرف متوجہ ہونا پڑا۔

"آپ کون ہیں صاحب" اس آدمی نے پوچھا۔

"آپ کون ہو"

عمران نے سوال کیا جواب دینے کی بجائے خود سوال داغ دیا
وہ آدمی مسکرانے لگا - پھر بولا -'

" میں برابر کے فلیٹ میں رہتا ہوں سونے جا رہا تھا کہ اس فلیٹ سے برامد ہونے والی دھاچوکڑی کی آوازوں نے مجھے اس طرف متوجہ کر لیا - اور میں ادھر چلا آیا"

عمران الوؤں کی طرح دیدے نچاتے ہوئے بولا
میرے خیال میں باقی لوگ بھی دھاچوکڑی کے بارے میں معلوم کرنے آئے ہیں"

جی ------ جی ------ ہاں "

اس آدمی نے جواب دیا اور عمران نے اپنا سر پکڑ لیا - اسے ان لوگوں سے جان چھڑاتی مشکل نظر آ رہی تھی - وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کہ وہ ان لوگوں کو کس طرح مطمئن کرے "

اور اچانک ہی اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی حرکت میں آ گئی -

عمران نے :- احمقانہ انداز میں مسکراتا ہوا -

" مگر آپ لوگوں کو دھاچوکڑی کے بارے میں کیا فکر ہوئی "

" کیا مطلب ؟"

بھئی مطلب یہ کہ آپ لوگوں نے دھاچوکڑی کو کیا اہمیت دی ہم نے .. چاہا شائد آپ کے دشمن نہیں آپ کی اطلاع کے لئے عین ہے جب میرے دوست کا فلیٹ ہے .... میرا کوئی دشمن .... جب یہاں آیا تو وہ نہ ملا - اور میں نے اچھل کودنا

شروع کر دیا - یعنی کہ خود ہی وقت کاٹنے کے لئے دھاچوکڑی مچانے لگا -

عمران نے پلکیں جھپکاتے ہوئے کہا اور سبھوں کے منہ حیرت سے کھلے رہ گئے -

" یعنی کہ آپ اکیلے اودھم مچا رہے تھے -

" جی ہاں یہ میرا محبوب مشغلہ ہے "

عمران نے احمقانہ انداز میں جواب دیا - پھر ظاہر ہے ان میں سے کوئی وہاں نہیں رکا ہوگا - اور یہی ہوا میدان صاف ہوتے ہی عمران نے لائٹ آف کی اور دروازہ کھول کر باہر نکل آیا -

فلیٹ کا دروازہ لاک کر کے وہ سیڑھیوں کی طرف چل دیا - چند منٹ بعد اس کی مرسیڈیز دانش منزل کی جانب اڑی جا رہی تھی - اس کی رفتار خاصی تیز تھی - جب کہ عمران کا ذہن اس سے زیادہ تیز رفتاری سے سوچنے میں مصروف تھا -

مجرم کون ہیں ------ کیا چاہتے ہیں ------ کرنل افتخار کا قتل ...... ایکس لقری کی فائل کا غائب ہونا، انور کا قتل ان سب باتوں نے اس کے ذہن کو الجھا کر رکھ دیا تھا -

خاور ابھی تک مجرموں کی قید میں تھا - پھر اچانک اس کی ذہنی رو ان مجرموں کی طرف مڑ گئی جن کی کاریں خوفناک دھماکوں سے پھٹ گئی تھیں -

نجانے کیا اسرار تھا۔ عمران نے سوچا مجرم اس کی توقعات سے کہیں زیادہ چالاک تھے۔ اس وقت بھی وہ شکست دے کر فرار ہو گئے تھے۔

اور اچانک عمران کو صفدر کا خیال آیا جس کو اس نے مجرموں کی کار میں چھپنے کا حکم دیا تھا۔ اس کو یقین تھا کہ اگر صفدر نے کوئی غلطی نہ کی ہو گی تو وہ مجرموں کی رہائش گاہ کے بارے میں ضرور جان لے گا۔ اسے صفدر پر پورا اعتماد تھا۔

بیک مرر پر اس نے نظر ڈال کر کار کی رفتار میں اضافہ کر دیا۔ پانچ منٹ بعد اس کی کار دانش منزل کے پورٹیکو میں کھڑی تھی۔ وہ صدر دروازے کی طرف جا رہا تھا۔

جلد ہی وہ بلیک زیرو والے کمرے میں پہنچ گیا۔ بلیک زیرو صوفے پر بیٹھا نہ جانے کیا سوچ رہا تھا۔ عمران کو دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ پھر خود اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا جناب" بلیک زیرو نے پوچھا۔

"معاملہ ٹائیں ٹائیں فش ہو گیا۔ عمران نے معنی خیز انداز میں کہا۔" کیا ..... مطلب" بلیک زیرو نے چونک کر کہا اور عمران اسے تفصیل بتانے لگا۔ تفصیل بتا کر وہ خاموش ہو گیا۔

"ہو سکتا ہے صفدر کامیاب ہو جائے"

بلیک زیرو نے سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہو سکتا ہے۔ ویسے مجرم بے حد چالاک ہے۔ اور تمہاری اطلاع کی عرض ہے۔ وہ سائنسی قوت بھی رکھتے ہیں ظاہر"

تو پھر کافی محنت کرنی پڑے گی۔

"ابھی تک کوئی پہلو نہیں مل سکا ظاہر"

"ہاں مجھے یاد آیا جناب جوزف فیاض کی ساتھی لڑکی کو لے آئی ہے"

اچانک بلیک زیرو نے چونک کر کہا اور عمران کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

"ویری گڈ۔ ہو سکتا ہے کہ کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے۔ عمران بولا۔

اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ چند منٹ بعد وہ لڑکی کے سامنے کھڑا تھا۔ لڑکی کے چہرے پر نقاہت کے آثار تھے اور آنکھوں میں خمار بھرا پڑا تھا۔ وہ کافی خوب صورت لڑکی تھی۔ عمران لڑکی کی حالت دیکھ کر غیر محسوس طریقے سے چونکا مگر اس نے کچھ کہا نہیں۔

ساؤنڈ پروف کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی مگر یہ خاموشی زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی۔

"تمہارا نام"

عمران نے سرسراتے ہوئے لہجے میں پوچھا۔

"زرینہ!" لڑکی نے خوابیدہ لہجے میں جواب دیا۔

"فیاض کے ساتھ کیوں پھر رہی تھیں"۔

"مجھے فیاض کو اپنے جال میں پھانسنا تھا"۔

"اس کا حکم کس نے دیا تھا۔

عمران نے تیزی سے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم!" لڑکی زرینہ نے جواب دیا۔

"کیا مطلب؟"

"مجھے صرف فیاض کو پھانسنا تھا"۔

"اس کا حکم کس نے دیا تھا"۔

"معلوم نہیں"۔

"فیاض کو لے کر تم کہاں جاتیں"۔

"یہ بھی مجھے یاد نہیں رہا۔

زرینہ نے جواب دیا عمران کو الجھن ہونے لگی۔ عمران نے اپنے تمام سوال دوبارہ دہرائے مگر لڑکی نے وہی جواب دیا جو پہلے دے چکی تھی۔ اب ان کے سوا اس کا مطلب کیا ہو سکتا تھا کہ لڑکی کو جو کچھ حکم دیا گیا ہے ہپناٹزم کرنے کے بعد دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اسے کچھ بھی یاد نہیں رہا۔ اب عمران کے لئے وہاں ٹھہرنا بیکار تھا۔

وہ کمرے سے نکل کر بلیک زیرو کے کمرے میں آ گیا۔ بلیک زیرو

اس وقت تک کافی بنا کر لے آیا تھا۔ عمران کمرے میں آ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں میں الجھنیں تیر رہی تھیں۔ جب کہ چہرہ سپاٹ تھا۔

"کچھ معلوم ہوا جناب"

"بلیک زیرو نے پرامید لہجے میں پوچھا"۔

"کچھ معلوم نہیں ہوا جناب"۔

"نہیں اس سے کوئی خاص بات معلوم نہیں ہوئی۔ ویسے وہ ہپناٹزم کے زیر اثر ہے"۔

عمران نے سوچتے ہوئے جواب دیا۔ بلیک زیرو کے ہونٹ دائرے کی شکل میں سکڑ گئے۔

اور عمران نے کافی کی پیالی اٹھا کر منہ سے لگالی۔ اس کا ذہن الجھنوں کی آماجگاہ بنا ہوا تھا۔

شاید اپنے آپ کو ختم کرنا چاہتا ہو مسٹر صفدر"

نمبر ٹین نے ہنس کر کہا۔ انداز مذاق اڑانے والا تھا۔ اس کی آواز صفدر کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔ وہ عقبی آئینے میں صفدر کو دیکھ رہا تھا۔ اب اندرونی لائٹ بھی روشن کر دی گئی تھی۔

"ہاں کیا تم مجھے ایسا کرنے سے روک سکتے ہو"

"صفدر نے سوالیہ لہجے میں پوچھا اور نمبر ٹین کو دیکھنے لگا"۔

"ہاں" میں روک سکتا ہوں مسٹر"۔
نمبر ٹین نے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ سمجھے اچانک اس کے چاروں طرف سنہرے رنگ کا دھواں پھیل گیا چوں کہ صفدر کچھ سمجھنے سے قاصر تھا۔ اس کے چاروں طرف پھیلے ہوا دھواں ایک ہی مرتبہ سانس لینے میں اس کے پیٹ میں اتر گیا۔

صفدر کی آنکھیں بوجھل ہونے لگیں۔ دماغ میں سنسناہٹ پھیل گئی ریوالور ہاتھ سے چھوٹ کر سیٹ پر گر پڑا۔ اور صفدر کا سر ایک جانب لڑھک گیا۔

وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ اور اس کی یہ چال بھی ناکام رہی اور نمبر ا اس پر سبقت لے گیا۔ اس کے بے ہوش ہوتے ہی نمبر ا کا جاندار قہقہہ کار میں گونجنے لگا۔ اور اس کی کار کی رفتار میں مزید اضافہ کر دیا۔

چند منٹ بعد اس کی کار ریگل سٹریٹ کے علاقے میں داخل ہو کر ایک کوٹھی کے گیٹ کے قریب پہنچ کر رک گئی کار کے رکتے ہی نمبر ۹ دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔ اس نے گیٹ کے قریب لگا ہوا بٹن دبا کر گیٹ کھولا۔ اور کار رینگتی ہوئی اندر داخل ہو گئی۔ نمبر ۹ بھی اندر آگیا۔ اس کے اندر آتے ہی گیٹ بند ہو گیا۔

اندر کار روک کر نمبر ۹ نے ڈیش بورڈ کے قریب لگا ہوا

بٹن دوبارہ پش کر دیا۔ اور شیشے کی دیوار اوپر اٹھ کر چھت میں غائب ہو گئی اور دونوں طرف کے دروازے جو جام ہو گئے تھے کھل گئے۔ نمبر ۹ نے صفدر کو باہر گھسیٹ کر کاندھے پر لادا اور دروازے کی طرف چل دیا۔ نمبر ٹین اس کے پیچھے تھا۔

صدر دروازے سے گزر کر وہ دونوں اس کمرے میں آگئے جس میں رکھا ہوا فرنیچر اسے ڈرائنگ روم ظاہر کر رہا تھا۔ باتھ روم میں آکر نمبر ا نے واش بیسن کے نل کھول دیئے ایک منٹ بعد اس سے پانی نکلنا بند ہو گیا۔ اور نمبر ا نے نل بند کر دیئے نل کے بند ہونے ہی باتھ روم نیچے جانے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ رک چکا تھا۔ اس کے رکتے ہی دونوں باہر آگئے اور سیڑھیاں طے کرنے لگے ان کے آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی سامنے والی دیوار سامنے سے شق ہو گئی۔

اور وہ دیوار پار کر کے ہال میں آگئے۔ ہال میں آکر نمبر نائن صفدر کو اسی کرسی سے باندھ دیا جس سے خاور کو باندھا گیا تھا۔ صفدر کو باندھنے کے بعد انہوں نے اس کی تلاشی لی۔ پھر سب کچھ نکالنے کے بعد وہ بت کے سامنے مؤدبانہ انداز میں کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب روشن ہو گئے۔ اس کی روشنی نے نمبر ا کو اپنے نرغے میں لے لیا۔ نمبر ٹین کا سر کچھ اور جھک گیا۔

"نمبر ٹین۔ تم آگئے۔؟"

"یس مادام"۔

"کامیاب ہی آ گئے ہو نا"

"بالکل مادام"۔

"سے سامنے لاؤ نمبر ۱۰"۔

"بہت بہتر مادام"۔

"نمبر ٹین نے ادب سے کہا اور اس نے نمبر نائین کی مدد سے صفدر کو (جو ہوش میں آ چکا تھا اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھ رہا تھا) کرسی سمیت مادام کے بت کے سامنے پہنچا دیا صفدر نے جلدی سے سر جھکا لیا مگر اچانک ہی بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب کی روشنی بڑھ گئی۔ اور صفدر کی نگاہیں غیر ارادی طور پر اس کی آنکھوں پر جم گئیں"۔ پھر صفدر کو ایسا معلوم ہوا جیسے وہ بے ہوش ہو رہا ہو۔ اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا مگر وہ یہ سمجھ چکا تھا کہ اس کو ٹرانس میں لیا جا رہا ہے"۔

پھر ظاہر ہے کہ وہ اتنی آسانی سے کس طرح ہار مان جاتا اس کے ذہن کو تمام خیالات سے یکسر خالی کر دیا۔ چند لمحوں بعد بت کے ہونٹوں سے آواز آئی۔ صفدر نے اپنی تمام تر توجہ بت کی آنکھوں پر لگا دی

"تم سوچ رہے ہو ..... تم سو رہے ..... اور اس کا جملہ پورا ہونے سے پہلے ہال نما کمرے میں ہلکی سی چیخ گونج کر رہ گئی اور صفدر نے سر جھٹک کر آنکھیں کھول دیں اس کے چہرے پر پراسرار مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ نمبر ٹین اور نمبر نائین اس کا مطلب

سمجھنے سے قاصر تھے۔ صفدر جانتا تھا کہ اگر کوئی ہپناٹزم کا ماہر کسی کو ٹرانس میں لے لینا چاہے اور اس کا مد مقابل اپنے ذہن کو خیالات سے پاک کر کے اس کے ارادوں کو ناکام بنا دے تو ماہر کو شدید ذہنی جھٹکا لگتا ہے۔ اور صفدر نے یہی عمل کر کے مادام کو ذہنی جھٹکا پہنچایا تھا۔ جس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی رہا۔

"نمبر ٹین" کمرے میں چند منٹ خاموشی کے بعد غراہٹ گونجی

"یس مادام" نمبر ٹین نے جلدی سے کہا

"اس سے عمران کا پتہ معلوم کرو"۔

"بہت بہتر مادام"۔

نمبر ٹین نے کہا اور صفدر کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ بت کی آنکھوں میں لگے ہوئے بلب اب تاریک ہو چکے تھے۔ نمبر ٹین کی آنکھوں سے خون کی سی سرخی جھلک رہی تھی۔

"بتاؤ۔ عمران آج کل کہاں رہ رہا ہے"۔

"مجھے کیا معلوم"

"ہوں تو تم اس طرح نہیں مانو گے"

"بالکل، مگر ٹھہرو کیا تم جانتے ہو کہ میرے فلیٹ میں تم نے کس کی ہاتھا پائی کی تھی" اچانک صفدر نے کسی خیال کے تحت چونک کر کہا "نہیں ..... ہمیں نہیں معلوم" نمبر ٹین نے الجھن زدہ لہجے میں کہا۔

"چغد ہو یار ..... وہی عمران تھا"

"کیا...... آ...... آ۔ نمبر ٹین نے چلا کر پوچھا اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"وہ عمران تھا...... مگر! اس مرتبہ نمبر نائین بولا تھا۔

"تو کیا اس کے چہرے پر میک اپ تھا؟" نمبر ٹین نے کہا۔

"ہاں" صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ...... مگر اب اس جگہ جانا خطرناک ہے" نمبر نائین بولا

"مگر ہم باہر کھڑے ہو کر اس کا انتظار کریں گے پھر تعاقب"

عمران کی نشاندھی صرف اس وجہ سے کی تھی کہ وہ دونوں اس کو کھول کر کہیں اور لے جائیں۔ راستے میں وہ فرار ہونے کی کوشش کرے گا ورنہ پھر یہ اسے جہاں بھی رکھیں گے کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا۔

مگر اب بدلتی ہوئی سیچوایشن پر اسے قابو پانا مشکل نظر آ رہا تھا۔

"تو پھر چلو نا نمبر ٹین"

"اس کو کمرے میں تو پہنچا دیں"

"ہاں جلدی کہیں وہ نکل نہ جائے" نمبر نائین نے کہا اور صفدر کے گرد کسی ہوئی رسیاں کھولنے لگا۔ پھر کسی خیال سے چونک کر اس نے صفدر کی کلائی سے واچ ٹرانسمیٹر اتار لیا واچ ٹرانسمیٹر اتار کر اس نے نمبر ٹین کو دے دیا۔

نمبر ٹین نے اسے کچھ اشارہ کیا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر کچھ سمجھے نمبر نائین کا گھونسہ اس کی کنپٹی سہلا گیا۔ صفدر کراہ کر

رہ گیا۔ اور دوسرے گھونسے نے اس کو دنیا و مافیہا سے بیگانہ کر دیا۔

نمبر نائین نے جلدی جلدی اس کے گرد کسی ہوئی رسیاں اور رسیاں کھول کر اس نے صفدر کو اٹھایا پھر وہ نمبر نائین کے پیچھے پیچھے چل دیا دیوار کے قریب پہنچتے ہی دیوار درمیان سے پھٹ گئی اور وہ دوسری طرف نکل آئے۔ پانچ سیڑھیاں طے کرنے کے بعد انہوں نے سیڑھی پر تین مرتبہ زور سے پاؤں مارا ادھر کی دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔

وہ دونوں صفدر کو اٹھائے ہوئے اندر داخل ہو گئے وہاں والی سیڑھیاں طے کر کے وہ واپس آ گئے۔ پھر جس کمرے میں انہوں نے خاور کو ڈالا تھا۔ اسی کمرے میں صفدر کو ڈال کر انہوں نے پھرتی سے دروازہ لاک کیا۔ اور سیڑھیاں طے کر کے وہ اوپر آ گئے اوپر آتے ہی دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ اور باہر نکل کر دائیں طرف اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں طے کرنے لگے۔

چند منٹ بعد وہ اپنی سیاہ کار کو صفدر کے فلیٹ کی جانب جانے والی سڑک پر دوڑا رہے تھے۔ ان کے خیال میں عمران ابھی تک وہیں ہوگا۔ رفتار بتانے والی سوئی 70 -- 80 کے درمیان رقص کر رہی تھی۔

تمام افراد ٹکٹکی باندھے [redacted] رقاصہ کو تھرکتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

رقاصہ کے ساتھ ان کی روحیں بھی بے قرار ہو کر رقص کر رہی تھیں۔ ہال میں وجد آمیز کیفیت طاری تھی۔ ہر شخص بڑے غور سے رقاصہ کے تھرکتے ہوئے بدن کو دیکھ کر لذت آمیز سسکاریاں بھر رہا تھا۔

[redacted] ۔ وہ رقص [redacted] کی نمائش کر رہی ہے۔ کبھی کبھار وہ آرکسٹرا کے دھن پر رقص کرتی ہوئی میزوں کے درمیان بھی آجاتی اور لوگوں کے دلوں میں طوفان برپا کر دینے کے بعد وہ دوبارہ اسٹیج پر پہنچ جاتی۔

کبھی آرکسٹرا کی دھن تیز ہو جاتی تو رقاصہ اپنے جسم کو عجیب انداز میں بل دے کر اپنا دایاں پاؤں زمین پر مارتی اس کے پاؤں مارتے ہی آرکسٹرا رک جاتا پھر رقاصہ جیسے ہی سیدھی ہوتی آرکسٹرا دوبارہ گنگنانے لگتا۔

اور ہال میں بیٹھے ہوئے تماشائیوں کے بدن میں کیف کی لہر دوڑ جاتی۔ آرکسٹرا کی دھن کافی دلکش تھی۔ رقص کا وہ انداز واقعی بالکل نیا تھا اور شاید یہی وجہ تھی کہ اولیا کلب کے ہال کی تمام میزیں

پر تھیں ایک خالی نہ تھی۔

یہ اولیا کلب تھی ہال تھا جو اس وقت تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔ ویٹروں کی پوری فوج تماشائیوں کے سر پہ تھی۔ رقص کرنے والی رقاصہ سیلی ڈران کل ہی دارالحکومت میں وارد ہوئی تھی۔ اور اخباروں نے اس کا بیان لے کر چھاپ دیا تھا۔

ساتھ ہی کلب میں رقص کا پروگرام بھی تھا۔ اور یہی وجہ تھی ہال تماشائیوں سے بھرا ہوا تھا۔

اور تماشائی ہوسناک نگاہوں سے رقاصہ کو گھور رہے تھے جبکہ ان سب سے بے نیاز اپنے وزن کا مظاہرہ کرنے میں معروف تھی۔

لیکن اس وقت ہال میں دو ایسے نوجوان بھی تھے جو رقاصہ کو نظر انداز کر رہے تھے۔

رقص شروع ہوئے تقریباً دس منٹ گزر چکے تھے اور ان دس منٹوں میں شاید ہی انہوں نے ایک دو مرتبہ رقص دیکھا ہوگا۔

ورنہ وہ بار بار اپنی کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی دیکھ رہے تھے شاید ان کو کسی کا انتظار تھا یا پھر کوئی اور بات ہوگی۔

وہ دونوں کافی خوب صورت ہونے کے ساتھ ساتھ پرکشش بھی تھے۔ ان میں سے ایک کا قد نکلا ہوا تھا۔ جب کہ دوسرے کا قد اس سے چھوٹا تھا۔ لباس دونوں کا ایک ہی جیسا تھا۔ اپنی تیز اور چمکدار اور نیلی آنکھوں کے سبب وہ غیر ملکی معلوم ہو رہے تھے۔

البتہ ان کی قومیت کا صحیح اندازہ لگانا مشکل تھا۔ ویسے وہ شکل و صورت کے اعتبار سے مقامی ہی لگ رہے تھے۔

ظاہر ہے ان کے چہرے پر میک اپ ہوگا تو وہ مقامی ہی لگیں گے۔

تقریباً پانچ منٹ بعد وہ کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے ذرا سی دیر بعد وہ دونوں چاروں طرف چوکنے انداز میں دیکھتے ہوئے اوپر جانے والی سیڑھیاں طے کرنے لگے۔ جلد ہی وہ دونوں کوریڈور میں آ گئے۔

تمام افراد کی توجہ کا مرکز رقاصہ بنی ہوئی تھی۔ اس لئے ان پر کسی نے نظر نہیں ڈالی کوریڈور میں آ کر وہ دونوں رک گئے

"تم تیسری منزل پر جاؤ۔"

لمبے قدوالے نے اپنے ساتھی سے کہا۔

پھر اس نے اپنے گردوپیش کا جائزہ لیا اور میدان صاف دیکھ کر اس نے اطمینان کی سانس لی۔

"بہت بہتر میں اوپر جا رہا ہوں۔"

"سنو"

احتیاط سے کام لینا اگر کوئی دیکھ لے تو بے دریغ

"تم بے فکر رہو"

پستہ قد بولا۔

"سب کچھ یاد ہے نا تمہیں۔"

لمبے قدوالے نے پوچھا۔

"ہاں"۔

پستہ قد نے جواب دیا۔

"اب تم جا سکتے ہو"۔

لمبے قدوالے نے چاروں طرف دیکھتے ہوئے کہا،

"او۔۔۔۔ او۔۔۔۔۔ سکے

پستہ قد نے جواب دیا۔ اور تیسری منزل پر جانے کے لئے سیڑھیاں طے کرنے لگا۔

لمبے قدوالے نے چاروں طرف دیکھا اور اپنی جیب میں ہاتھ ڈال کر اس نے ماچس کے برابر ایک ڈبیہ کی اوپری سطح پر نمبر پڑے ہوئے تھے۔

اُس کے ساتھ دو سوئیاں بھی لگی ہوئی تھیں۔ ڈبیہ کے کونے پر لگے ہوئے ایک بٹن دبا دیا بٹن کو وہ اس وقت تک دبائے رہا جب تک ایک سوئی ١٠ نمبر پر اور دوسری سوئی ١٢ نمبر پر نہ ٹک گئی۔ اس کام سے فارغ ہو کر اس نے ڈبیہ کو ایک ستون کے عقب میں رکھ دیا اور آگے بڑھ گیا۔

اور اسی قسم کی تقریباً چوبیس ڈبیاں اپنے لباس کے مختلف حصوں سے نکال کر دوسری منزل کی مختلف جگہوں پر رکھ دیں۔ ہر کسی پر اس نے ایک منٹ کم کا ٹائم لگایا تھا۔

لیکن دراصل وہ چھوٹی چھوٹی ڈبیوں کے روپ میں جدید قسم

کے انتہائی خطرناک بم تھے اور ان کے اس طرح کلب کی منزلوں پر بم رکھنا اس بات کو ظاہر کرتا تھا کہ ان کے ارادے نیک نہیں تھے۔ چوبیس بموں کو مختلف جگہوں پر رکھ کر وہ ہال میں جانے والی سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

اسی وقت دوسری جانب سے پستہ قد بھی آگیا۔ اس کے چہرے پر بھیانک مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی۔ وہ دونوں خاموشی سے سیڑھیاں طے کرنے لگے ہال میں آکر بھی انہوں نے خاموشی سے چھ بم رکھے اور صدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

چند لمحوں بعد وہ صدر دروازے سے گذر کر پارکنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ پارکنگ میں آکر انہوں نے ایک طرف کھڑی ہوئی سیاہ کار سنبھال لی اور چند منٹ بعد ان کی کار سڑک پر فراٹے بھر رہی تھی۔

ہال میں بیٹھے ہوئے لوگ اس بات سے بے خبر تھے کہ موت ان کے تعاقب میں ہے۔ وہ رقاصہ کے تھرکتے ہوئے سرخ سرخ بدن کو دیکھ رہے تھے۔

لیکن اب رقاصہ کے رقص میں وہ جان نہ رہی تھی جو اب سے دس منٹ پہلے تھی۔ آرکسٹرا بھی دم توڑ رہا تھا۔

اس وقت دیوار پر لگے ہوئے کلاک نے دس بجنے کا اعلان کیا آرکسٹرا رک گیا۔ رقاصہ کا بدن بھی ساکت ہوگیا۔ ہال تالیوں کی آواز سے گونج اٹھا۔ ٹن۔ ٹن ۔۔۔۔ ٹن ۔۔۔۔ ٹن ۔۔۔ ٹن کلاک نے ابھی نو گھنٹے بجائے تھے۔ پھر جیسے ہی دسویں ٹن ہال میں گونج گئی۔

فلک شگاف دھماکے سے زمین اور آسمان لرز اٹھے۔ تالیوں کی گونج دھماکے میں دب کر رہ گئی۔ تماشائیوں کی عرش کا سینہ ہلانے لگیں۔ مگر یہ چیخیں زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکیں خوفناک اور بھیانک چیخیں آخری بار گونج کر معدوم ہوگئیں۔

انڈیا کلب کی پوری عمارت زمین بوس ہوگئی۔ ایٹمی دھماکے فضا میں دور دور تک گرد و غبار چھا گیا۔

جس کلب میں ذرا دیر پہلے رقص ہو رہا تھا۔ آرکسٹرا دھن بج رہا تھا اور تماشائی مسرور ہو رہے تھے۔ اب اس جگہ ملبے کا ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ بہت سے ملک عدم سدھار چکے تھے۔ جب کہ بہت سے کراہیں فضا میں پھیل رہی تھیں۔ عجیب نفسا نفسی کا عالم تھا۔

چند لمحوں بعد فضا میں ایمبولنس کے سائرنوں کی آوازیں گونجنے لگیں۔ ایمبولنس کے بعد پولیس کی کاریں بھی پہنچ گئیں۔

لاشیں نکالی جانے لگیں زخمیوں کو طبی امداد کے لئے ہسپتال لے جایا گیا۔ اور پولیس کے جوان معاملے کی تحقیقات میں مصروف ہو گئے۔ مگر یہ کسی کو نہ معلوم ہو سکا تھا کہ لاکھوں روپے کے مالی نقصان اور ہزاروں انسانوں کا نقصان کا ذمہ دار کون ہے۔ ان بےچاروں کو کیا معلوم کہ ان کی تباہی کے ذمہ دار صرف دو نوجوان تھے صرف دو نوجوان جو نہ جانے اب کہاں ہوں گے

اس کے چہرے پر ہیجان پھیل گیا۔ آنکھیں سرخ انگارہ بن گئیں۔ تنفس کی رفتار میں اضافہ ہو گیا۔ ہاتھوں کی انگلیاں مٹھی بن کر سختی سے بھینچ گئیں۔

اس کے سامنے بیٹھے ہوئے سر سلطان اُسے بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اس کی بدلتی ہوئی حالت دیکھ کر ان کے چہرے پر گھبراہٹ کے آثار پیدا ہو گئے۔ وہ اس وقت اپنی کوٹھی کے ڈرائینگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"میں اولیا کلب کی تباہی کے ذمہ دار افراد کو ایسی موت ملے دوں گا جناب کہ آئندہ کوئی غیر ملکی جاسوس انسانی جانوں سے کھیلنے کی ہمت نہ کرے گا۔ جناب مجھے پورا یقین ہے۔ یہ اسی گروہ کی کارستانی ہے۔ جنہوں نے انور اور کرنل افتخار کو قتل کیا ہے اور دارلحکومت میں دہشت پھیلا رہے ہیں۔"

عمران نے بھیانک لہجے میں کہا اور اس کا لہجہ سن کر سر سلطان کانپ اٹھے

اس وقت عمران ان کے سامنے ایک نئے روپ میں موجود تھا۔ اِس سے پہلے بھی وہ عمران کو خونخوار انداز میں دیکھ چکے تھے مگر اس کا یہ روپ دل دہلا دینے والا تھا

"تم ٹھیک کہتے ہو عمران وہ ایسی ہی سزا کے مستحق ہیں۔"

مگر اس وقت سنجیدگی سے واقعات پر غور کرو۔"

سر سلطان نے شفقت بھرے لہجے میں کہا۔

پھر عمران کو اصل حالت میں آنے میں چند منٹ سے زیادہ نہیں لگے۔ دوسرے ہی لمحے وہ سنجیدہ نظر آنے لگا۔

"آپ خود ہی سوچیئے جناب کہ تین سو انسانوں کی موت اور پانچ لاکھ کا مالی نقصان کوئی معمولی بات نہیں"۔

عمران نے سنجیدگی سے کہا۔

"ہاں تم درست کہہ رہے ہو"

سر سلطان بولے۔

"رقص دیکھنے کے لئے آئے ہوئے تماشائیوں کی تعداد دو سو سے زیادہ تھی۔ جب کہ باقی کلب میں رہائش پذیر تھے۔ "رقاصہ بھی مر گئی۔ عمران" وہ غیر ملکی تھی اور اب اس کا ملک ہم سے جواب طلب کرے گا"

سر سلطان نے تشویش زدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے وہ اس کا الزام بھی ہمیں دیں گے مگر کیا کیا جائے ہم نے خود تو نہیں کیا یا کروایا"

عمران نے کہا اِس وقت اس کے چہرے پر میک اپ نہیں تھا۔

"وہ تو ٹھیک ہے بیٹے" مگر یہ بتاؤ بیٹے کہ مجرم کب تک گرفتار کر لو گے۔

سر سلطان نے جواب دے کر پوچھا۔

"صفدر اور خاور مجرموں کے قبضے میں ہیں اور ایک لڑکی میں نے بھی گرفتار کی تھی۔ مگر وہ ٹرانس میں رہی ہے۔ اس لئے کچھ نہ اگل سکی۔ ویسے مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ مجرم سائنسی ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ اب تک کوئی بھی ہمارے قبضے میں نہیں آسکا۔

"تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم ابھی تک کچھ معلوم نہیں کر سکے۔

"مجھے سب کچھ نہ صرف معلوم ہوتا بلکہ مجرم اب تک قید میں ہوتے .... مگر......"

عمران نے جواب دیا۔ اس کا لہجہ معنی خیز تھا۔ سر سلطان چونک پڑے۔ "کیا مطلب؟"۔ سر سلطان نے پوچھا

"کچھ نہیں آپ بتائیں کہ آپ نے مجھے یہاں کس لئے بلایا ہے"۔

"اوہ .... ہاں میں نے تم کو ایک اطلاع دینے کے لئے بلایا ہے بیٹے۔

"تو جلدی سے فوراً دے دیجیئے۔

عمران نے جلدی سے کہا۔ اور سر سلطان مسکرا دیئے۔ مگر جلدی ہی سنجیدہ ہو گئے۔

"بیٹے تم کو معلوم ہے آج کل ہمارا ملک ہنگامی حالات کا شکار ہے اور پے در پے رونما ہونے والے حادثات قتل و غارت گری ان سب نے مل کر عوام کو بدحواسی میں مبتلا کر دیا ہے ایسے میں

یقیناً شر پسند عناصر سر اٹھاتے ہیں۔ اس لئے صدرِ مملکت چاہتے ہیں کہ جلد از جلد اس گروہ کو گرفتار کر لیا جائے۔

ورنہ مخالف پارٹیوں کے سربراہوں کو موجودہ حکومت پر انگلیاں اٹھانے کا موقع مل جائے گا۔ پھر ظاہر ہے صورت حال پر قابو پانا مشکل ہو جائے گا"۔

اسٹاپ آپ میرا چرخہ چالو کروانے والا کام کر رہے ہیں"۔ عمران نے منہ بنا کر ہاتھ اٹھا کر سر سلطان کو خاموش کر دیا۔

"کیا مطلب" سر سلطان نے حیرت سے کہا۔

"مطلب یہ ہے کہ آپ نے جو اتنی لمبی چوڑی تقریر کی ہے وہ آپ دو الفاظوں میں کہہ سکتے تھے۔ بلکہ نہ کہتے تو بہتر تھا۔ مجھے صرف اصل معاملہ بتا دیتے۔ کیوں کہ کنفیوشس کا قول ہے کہ زیادہ بولنے والوں کا ہاضمہ درست نہیں"۔

عمران نے احمقانہ انداز میں کہا اور اگر سر سلطان اسے نہ لوگ بیتے تو یقیناً اس میٹنگ کو راز میں رکھا گیا ہے" اس لئے میں نے تم کو بلایا ہے۔ کہ تم کو اطلاع دے دوں"۔

سر سلطان نے مدھم لہجے میں کہا"۔

"اس کی اطلاع آپ فون پر بھی دے سکتے تھے۔"

"ابھی میں نے کیا کیا ہے اس کو راز میں رکھا گیا ہے"۔

"اوہ ...."

"معاف کیجیئے گا دراصل ....."

"کوئی بات نہیں ۔ پھر تم نے کیا فیصلہ کیا ہے کہ عمران"۔

"ظاہر ہے میٹنگ میں جانا پڑے گا۔

"احتیاط کی ضرورت ہے کہیں مجرم اِس بار براہِ راست ایکسٹو پر ہی حملہ نہ کر دیں"۔

سر سلطان نے مدھم لہجے میں کہا۔

"آپ بے فکر رہیں ۔ ایکسٹو تر نوالہ نہیں ہے جناب"۔

عمران کا لہجہ معنی خیز تھا۔

"میٹنگ آج شام چار بجے ہے"۔

سر سلطان بولے۔

"جناب میں پہنچ جاؤں"۔ عمران نے جواب دیا۔

"کیا تم خود آؤ گے"

سر سلطان نے پوچھا۔

"ہاں یہ موقع طاہر کو بھیجنے کا نہیں ہے"۔

عمران اٹھتے ہوئے بولا۔

سر سلطان بھی اٹھ کھڑے ہوئے ۔ پھر عمران ان کو سلام کرنے کے بعد باہر چلا آیا۔

چند منٹ بعد اس کی مرسیڈیز برق رفتاری سے دانش منزل کی طرف اڑی جا رہی ہے۔

عمران کے چہرے پر اب گھنی مونچھوں کا بھی اضافہ ہو چکا تھا عقبی آئینے میں اس نے تعاقب کا اندازہ لگایا ۔ پھر کار کو دانش منزل

جانے والی سڑک پر ڈال دیا۔

تین منٹ بعد وہ دانش منزل میں موجود تھا۔ بلیک زیرو والے کمرے میں آکر اس نے ریڈی میڈ میک اپ ختم کر کے فون کا رسیور اٹھایا۔ اور تنویر کے نمبر ڈائل کرنے لگا۔

بلیک زیرو اس کے برابر میں کھڑا ہوا تھا۔ نمبر ڈائل کرنے کے بعد عمران نے رسیور کان سے لگایا۔ سلسلہ جلد ہی مل گیا۔

"یس تنویر از دس سائڈ" دوسری طرف سے تنویر کی آواز آئی۔

"ایکسٹو اسپیکنگ"۔

عمران نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔

"یس سر گڈ آفٹر نون"۔

تنویر نے ایک عدد سلام جھاڑ دیا۔

"نون"۔ تنویر تمہارے ہوٹل کے حالات پرسکون ہیں"۔

"یس سر ۔ میرے ساتھ نعمانی ہے ہم دونوں الگ الگ بڑے ہوئے ہیں اور ہر وقت ہوٹل میں مشتبہ افراد کی چیکنگ کرتے ہیں"۔

تنویر نے تفصیل سے کہا۔

"ہوں ۔ تم بھی شام کو چار بجے زیبونیا اسٹریٹ پر اپنی کار کے ساتھ کھڑے ہو گے۔ چار بجے کار وہاں سے گذرے گی ۔ تم کو اس کا تعاقب کرنا ہے"۔

عمران نے اسکیم بتائی۔

"جناب آپ کا تعاقب .... ؟"

تنویر نے حیرت زدہ لہجے میں کہا۔

"تنویر پہلے پوری بات سن لیا کرو۔"

عمران کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"آئی - ایم ..... سوری سر"

دوسری جانب سے تنویر بوکھلا گیا۔

"تعاقب صرف یہ دیکھنے کے لئے کرو گے کہ میرا تعاقب تو نہیں ہو رہا۔ تو مجرم کو راستے میں روکنے کی کوشش کرنا اگر ایسا نہ کر سکو تو اس کو دوسرے جہاں کی سیر کرا دینا۔"

عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

"بہت بہتر جناب"

تنویر کی آواز آئی۔

"اپنے تعاقب میں نعمانی کو رکھنا سمجھے۔"

عمران نے کہا اور اس سے پہلے کہ تنویر کچھ بولے عمران نے رسیور کریڈل پر ڈال دیا۔

اور بلیک زیرو کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"کوئی خاص بات ہے جناب؟"

"خاص الخالص بلکہ بہت ہے خالص۔"

"مجھے بتائیں گے آپ۔"

"کیوں نہیں۔"

عمران نے کہا اور بلیک زیرو کو سر سلطان سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتلانے لگا۔ وہ دونوں آمنے سامنے صوفے پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران سنجیدگی سے اسے بتا رہا تھا۔ جب کہ بلیک زیرو انہماک سے سن رہا تھا۔

آنکھ کھلتے ہی اس کو جگہ کی تبدیلی کا احساس ہوا اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ پھر..... غیر ارادی طور پر اس کا دایاں ہاتھ اپنی کنپٹی سہلانے لگا۔

اچانک اس کی نظر اپنے پیروں کے قریب پڑے ہوئے انسانی وجود پر پڑی۔

صفدر پھرتی کے ساتھ جھک گیا۔ پھر اسے خاور کو پہچاننے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔ حالانکہ خاور میک اپ میں تھا مگر صفدر بھلا کیسے نہ پہچان پاتا۔ اس نے بیہوش خاور کی تلاشی بھی لی۔ مگر کچھ نہ برآمد ہوا۔ اس کے ہاتھ سے واچ ٹرانسمیٹر بھی غائب تھا۔ صفدر کی جیبوں سے تو وہ پہلے ہی سب کچھ نکال چکے تھے۔

مگر صفدر کو کوئی فکر نہ تھی۔ کیوں کہ اس میں کوئی بھی ایسی شے نہ تھی جو اس کے حق میں بری ثابت ہوتی ویسے اسے واچ ٹرانسمیٹر کے جانے کا ذرا افسوس تھا۔

خاور کو دیکھ کر وہ ایک لمحے کے لئے چونکا ضرور تھا۔ مگر پھر اسے کوئی خیال آگیا۔ کہ خاور بے ہوش ہے۔

اس نے کمرے میں چاروں طرف دیکھا کمرہ ہر قسم کے فرنیچر سے عاری تھا۔ چھت بھی کم از کم پندرہ سولہ فٹ اونچی تھی۔ جس کے وسط میں ایک بلب روشن تھا۔ جس کی روشنی کمرے میں پھیلی ہوئی تھی۔ صفدر کو کوئی ایسی شے نظر نہ آسکی کہ وہ خاور کو ہوش میں لا سکے۔

اچانک ایک خیال آتے ہی وہ چونک پڑا۔ اس نے پوری قوت سے دو تھپڑ خاور کے گال پر جما دیئے۔ حالانکہ اسے ایسا کرتے ہوئے دکھ تو ہوا۔ مگر اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ تیسرا تھپڑ پڑتے ہی خاور نے آنکھیں کھول دیں۔

اور چند لمحوں بعد وہ پوری طرح ہوش میں تھا وہ صفدر کو دیکھ کر مسکرانے لگا۔

"تم تو گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔"

صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں سیتھلک گیس نے مجھے مجبور کر دیا تھا۔"

خاور نے ہلکے پھلکے الفاظ میں کہا۔

"اوہ بھئی تم ابھی تک بے ہوش تھے ورنہ مجھے تو آدھے ہی گھنٹے میں ہوش آگیا۔ جب کہ میرا خیال ہے تم مجھ سے کافی دیر پہلے ہی یہاں آئے تھے۔"

صفدر نے کہا۔

"ہاں میں بارہ بجے یہاں پہنچا تھا۔"

خاور بولا۔

"اوہ مگر اب کیا ارادہ ہے۔" صفدر نے ہونٹ سکیڑ کر پوچھا اور خاور مسکرا دیا۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچے۔"

خاور نے اس کا جملہ نظر انداز کرتے ہوئے پوچھا۔

صفدر نے اپنے ساتھ گزرے ہوئے واقعات بتا دیئے پھر خاور اپنے ساتھ پیش آنے والے واقعات بتانے لگا۔ پھر وہ واقعات دہرا کر خاموش ہو گیا۔

"اوہ تم نے اس کی آنکھوں سے نظریں نہیں ہٹائیں۔"

صفدر بولا۔

"کوشش کے باوجود کامیاب نہ ہو سکا۔"

خاور بولا۔

اور صفدر کے ذہن میں ایکسٹو کا حکم گونجنے لگا۔ کہ "اپنے فلیٹ سے نکل کر مجرموں کا انتظار کرو۔ دو گھنٹے انتظار کرنا اپنے فلیٹ میں جانے کی کوشش مت کرنا۔ بلکہ ہوٹلوں میں قیام کرنا"

ایکسٹو کا حکم ذہن میں گونجتے ہی صفدر چونک اٹھا۔ اس کو سمجھنے میں دیر نہ لگی کہ خاور نے ہپناٹزم کے زیر اثر، نمبروں کے بدلے میں مجرموں کو سب کچھ بتا دیا ہوگا۔

ورنہ ایکسٹو کبھی فلیٹ چھوڑنے کا حکم نہ دیتا۔

مگر صفدر نے خاور سے کچھ نہ کہا۔ وہ کمرے میں چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔

پھر اسی وقت اس کی نگاہ دروازے کی طرف اٹھ گئی۔ کمرے سے نکلنے کا واحد راستہ وہی تھا۔ اس کے علاوہ نہ کوئی کھڑکی نہ روشندان تھا۔

باہر نکلنے کا واحد راستہ دروازہ ہے۔ خاور" صفدر نے مدھم لہجے میں کہا۔

خاور نے کہا اور صفدر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے اسے کھولنا چاہا۔ مگر ظاہر ہے ناکام رہا ہوگا۔ کیوں کہ دروازہ لاک تھا۔

صفدر نے ایک مرتبہ پھر چاروں طرف کا جائزہ لیا۔ اور خاور کی مدد سے دیواروں کو ٹھونک بجا کر دیکھنے لگا۔ اچانک ایک جگہ اس کو دیوار کھوکھلی محسوس ہوئی اس نے اس دیوار پر کسی بٹن کو تلاش کیا مگر ناکام رہا۔ اس کے خیال میں دیوار کھوکھلی تھی یقیناً کسی میکنزم کے تحت کھلتی ہوگی۔ مگر صفدر کو اس کا میکنزم سمجھ میں نہ آیا۔ جھلاہٹ میں اس نے اپنا دایاں پاؤں زمین پر زور سے مارا پاؤں ذرا سا مڑ گیا۔ اور تکلیف سے صفدر کراہ کر رہ گیا۔ مگر اگلے ہی لمحے اس کی تکلیف دیوار کو پھٹتے دیکھ کر رفع ہو گئی۔ دوسری جانب سیڑھیاں نظر آرہی تھیں۔ صفدر نے معنی خیز انداز میں خاور

کو دیکھا اور پھرتی کے ساتھ سیڑھیاں اترنے لگا۔

خاور نے بھی اس کی تقلید کی ان کے سیڑھیوں پر قدم رکھتے ہی دیوار برابر ہو گئی۔

سیڑھیوں پر نیم تاریکی پھیلی ہوئی تھی اور وہ دونوں محتاط طریقے سے سیڑھیاں اترتے رہے۔

تقریباً پچاس سیڑھیاں کو طے کرنے کے بعد دائیں طرف ایک گلی سی نظر آئی انہوں نے گلی میں ہلکے ہلکے قدموں سے دوڑنا شروع کر دیا۔

گلی زیادہ طویل نہ تھی۔

گلی کے اختتام پر انہیں بائیں طرف مڑنا پڑا بائیں طرف بھی گلی تھی۔ اس گلی میں زیادہ تاریکی تھی۔ اس لیے وہ سنبھل سنبھل کر قدم اٹھا رہے تھے۔

خاور دائیں طرف کی دیوار سے چپٹا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ اور جب کہ صفدر بائیں طرف تھا۔ پچاس قدم آگے چلنے کے بعد سپاٹ دیوار نظر آئی۔

مگر دائیں بائیں دونوں طرف راستے تھے۔ خاور کی طرف اوپر جاتی ہوئی سیڑھیاں تھیں۔ جب کہ صفدر کی طرف گلی، اس گلی میں چھت پر نائٹ بلب روشن تھے جس کی وجہ سے گلی میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔

سیڑھیوں پر بھی ایک چھوٹا سا بلب لگا ہوا تھا جو روشن تھا صفدر نے خاور کی طرف دیکھا۔

"کیا خیال ہے"

صفدر نے پوچھا اس کی آواز مدھم ہی تھی۔

"جو تمہارا ہو"

خاور نے جواب دیا۔

"تم اب ان سیڑھیاں طے کرکے اوپر چلے جاؤ میں ادھر جاتا ہوں"

صفدر نے کہا۔

"آگے اللہ مالک ہے"

خاور نے اس کا جملہ کاٹ کر کہا۔ صفدر مسکرانے لگا۔

"ہاں! مگر احتیاط کی ضرورت ہے"

صفدر نے کہا۔

"تم فکر مت کرو۔ اب میں ان چکروں میں آنے والا نہیں ہوں"

خاور نے کہا اور سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ جبکہ صفدر گلی میں چلنے لگا۔

تقریباً پچیس سیڑھیاں طے کرنے کے بعد خاور کو بائیں طرف ایک گلی نظر آئی دوسری طرف سپاٹ دیوار تھی۔ اس نے چند لمحے توقف کیا پھر گلی میں دوڑنے لگا۔

اس کے دوڑنے سے آواز بالکل پیدا نہیں ہو رہی تھی شاید اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کے پیروں میں کریپ سول کے جوتے تھے۔ گلی کے اختتام پر اس کو بائیں طرف مڑنا پڑا۔ وہ پوری طرح چوکنا تھا۔ اس کی آنکھوں کے ڈیلے سرچ لائٹوں کی مانند گردش کر رہے تھے۔

دائیں طرف نظر آنے والی گلی کو عبور کرکے اس کو ایک مرتبہ پھر اوپر جانے والے زینے کا سامنا کرنا پڑا۔ خاور کا منہ بن گیا۔

"یہاں تو گلیوں اور سیڑھیوں کا جال بچھا ہوا ہے"

خاور بڑبڑایا۔

مگر ظاہر ہے اسے قید سے بھاگ نکلنے کی آرزو نے سیڑھیاں طے کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس مرتبہ بھی اس کو پچیس سیڑھیاں طے کرنی پڑیں مگر اوپر کی آخری سیڑھی پر قدم رکھتے ہی وہ بوکھلا گیا۔ کیونکہ اب اس کے سامنے ایک سپاٹ دیوار تھی۔ دائیں بائیں بھی راستہ بند تھا۔ خاور ابھی کھڑا ہوا سوچ ہی رہا تھا کہ کیا کرے کیا نہ کرے کہ اچانک اس کے سامنے والی سپاٹ دیوار درمیان سے پھٹ گئی۔ اور دو حصوں میں تقسیم ہو گئی۔ روشنی کا ایک اور ریلا دیوار کی طرف سے خاور کی طرف آیا اور خاور بلا سوچے سمجھے دوسری طرف چلا گیا۔

اس کے اندر جاتے ہی دیوار پھر برابر ہو گئی۔ خاور بوکھلا کر پلٹا مگر اب دیوار سپاٹ ہو چکی تھی۔

کمرے میں مادام کا فلک شگاف قہقہہ گونجنے لگا اور خاور ہونقوں کی طرح چاروں طرف دیکھنے لگا۔

ایکسٹو (عمران)

اپنے مخصوص لباس میں چہرے پر نقاب لگائے اپنی مخصوص کار کے قریب آکر رک گیا۔ جوزف اپنی مکمل فوجی وردی میں تھا اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر پچھلا دروازہ کھول دیا اور عمران اندر بیٹھ گیا۔

اس کے اندر بیٹھتے ہی جوزف نے آہستگی سے دروازہ بند کیا۔ اور اگلا دروازہ کھول کر اسٹیرنگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ اگنیشن میں چابی گھماتے ہی انجن جاگ اٹھا۔ مگر انجن میں آواز بالکل نہ تھی اور یہی کیا اس کار میں بہت ہی حیران کن خصوصیات موجود تھیں۔ جن سے عمران یا بلیک زیرو واقف تھا۔

انجن کے جاگتے ہی جوزف نے ریورس میں ڈال کر کار بیک کی اور کار جیسے ہی گیٹ کے قریب پہنچی آہنی گیٹ خودبخود کھل گیا جوزف کار کو باہر لے آیا۔

باہر آتے ہی اس نے گیئر تبدیل کئے اور ایکسیلیٹر پر پاؤں کا دباؤ بڑھا دیا۔

مگر کار جھٹکے سے آگے نہیں بڑھی ...... بلکہ وہ کمان سے نکلے ہوئے تیر کی طرح آگے بڑھی تھی۔

جوزف لمحہ بہ لمحہ اس کی رفتار میں اضافہ کرتا چلا گیا۔ کار کے تمام شیشے گہرے بلیورنگ کے تھے۔ اور عمران اندر سے باہر کا نظارہ بخوبی کرسکتا تھا۔ جب کہ باہر سے دیکھنے والا اندر دیکھنے سے قاصر تھا۔

کار تھوڑی ہی دیر میں ۷۰ - ۸۰ کی رفتار سے دوڑنے لگی۔ اور ذرا سی دیر میں کار لوبنیا اسٹریٹ کے علاقے سے گذری۔ پھر وہیں سے ایک سرخ امپالا کو دیکھ لیا تھا کہ پھر ظاہر ہے وہ کیوں کر خاموش رہتا۔

"ہائیں"

جوزف نے کہا

"ہوں"۔

عمران نے صرف ہوں پر اکتفا کیا۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"

جوزف نے کہا۔

"وہ تنویر اور نعمانی ہیں"

عمران نے جواب دیا۔

"اوہ اوہ"۔

جوزف کے ہونٹ دائرے کی شکل میں سکڑ گئے۔ پھر وہ خاموش رہا۔ اور اپنی تمام تر توجہ ڈرائیونگ پر لگادی۔ عمران

نے گردن گھما کر اپنے پیچھے آتی ہوئی امپالا کو دیکھا۔ پھر اسے امپالا کے عقب میں اوپل بھی نظر آئی اور اسے نعمانی کو پہنچانے میں کوئی دشواری پیش نہ آئی۔

چند منٹ بعد عمران کی کار تیز رفتاری کے ریکارڈ توڑتی ہوئی ایک بلند عمارت کے مین گیٹ سے اندر داخل ہو گئی۔

گیٹ پر متعین فوجی الرٹ ہو گئے۔ اور جوزف نے اندر جا کر کار روک دی۔ پھر انجن بند کر کے پھرتی کے ساتھ اترا اس نے پچھلا دروازہ کھول دیا۔ دروازے کے کھلتے ہی سرتاپا سیاہ لباس میں ملبوس عمران محتاط انداز میں باہر نکلا۔

اور اسی وقت عمارت کی فضا میں ایڑی کی آواز گونج اٹھی اور ارد گرد کھڑے ہوئے فوجیوں کے ہاتھ پیشانی تک پہنچ گئے۔

عمران نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کا جواب دیا۔ اور اپنے دیدوں کو گردش دیتا ہوا اصل عمارت کی طرف چل دیا وہ پوری طرح محتاط تھا اس کے دیدے سرچ لائٹوں کی طرح چاروں طرف گھوم رہے تھے۔

صدر دروازے پر متعین فوجی نے کھٹ سے اسے سیلوٹ کر کے دروازے کو کھول دیا۔ اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

وہ ایک کمرہ تھا جس میں پانچ فوجی جوان اسٹین گن لئے کھڑے تھے۔ دائیں طرف ایک بڑا سا دروازہ تھا۔ ان کے ہاتھ عمران کو دیکھ کر اوپر اٹھتے چلے گئے۔

عمران نے ہاتھ ہلا کر ان کے سلام کا جواب دیا۔ اور دروازے

کی طرف بڑھ گیا۔ دروازے سے گذر کر وہ ایک بڑے سے ہال میں پہنچ گیا۔

جس کی دیواروں کے ساتھ چاروں طرف فوجی جوان مستعد کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں اسٹین گنیں تھیں۔ عمران کو دیکھ کر وہ الرٹ ہو گئے۔

ہال کے عین وسط میں ایک بڑی سی مستطیل میز رکھی ہوئی تھی جس کے چاروں طرف کرسیاں تھیں اور ان پر پاکیشیا کی حکومت کے اعلیٰ افسران بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ایک کونے پر صدر کی کرسی تھی جس پر وہ براجمان تھے۔ صدر کی دائیں طرف والی کرسی خالی پڑی تھی جبکہ بائیں طرف والی کرسی پر سر سلطان بیٹھے ہوئے تھے۔

عمران باوقار انداز میں چلتا ہوا۔ اپنی کرسی تک پہنچ گیا اپنی کرسی پر آنے تک اس نے ہال میں کھڑے ہوئے تمام فوجیوں کا جائزہ لیا تھا۔

اور وہ غیر محسوس طریقے سے چونکا بھی تھا۔ مگر اس کی یہ حرکت کوئی محسوس نہ کر سکا۔ کرسی پر بیٹھ کر وہ سوالیہ انداز میں صدر مملکت کی طرف دیکھنے لگا۔ ہال میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ مگر اس خاموشی کو صدرِ مملکت کی بھاری آواز نے توڑ دیا۔

" آپ سب جانتے ہیں کہ ہمارے ملک میں اس وقت غیر ملکی

جاسوسوں کے گروہ نے کس قدر دہشت پھیلا رکھی ہے۔"

صدرِ مملکت نے پُروقار لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"عوام بری طرح بدحواس ہو چکی ہے۔ کل ہونے والا دھماکہ کار کے پھٹنے والے دھماکوں سے کئی گنا زیادہ تھا۔ اس سے کئی لاکھ روپے کے مالی نقصان کے علاوہ ہم کو شدید جانی نقصان سے بھی دوچار ہونا پڑا۔

اور آپ سبھوں کو معلوم ہے ایسے میں شر پسند عناصر فوراً سر اٹھاتے ہیں۔ اور جب سر اٹھاتے ہیں تو ملک میں انتشار پھیل جاتا ہے۔

پھر بغاوت ہونے کے بعد حکومت کا تختہ الٹ جاتا ہے اور دیگر حکومت کو ملک کو کئی حصوں میں تقسیم کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

میں نے آپ کو صرف اس کے لئے بلایا ہے۔ کہ ہم اپنے خیالات کا تبادلہ کر سکیں۔"

صدرِ مملکت یہ کہہ کر خاموش ہو گئے۔

ہال میں ایک مرتبہ پھر خاموشی چھا گئی۔

"آپ کا کیا خیال ہے۔ مسٹر وحید ہم کس طرح اس گروہ پر قابو پا سکتے ہیں۔

صدرِ مملکت نے وزیرِ داخلہ کے سیکرٹری کو مخاطب کیا۔"

میں اس بارے میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ یہ کام مسٹر ایکسٹو کا ہے۔"

وزیرِ داخلہ کے سیکرٹری مسٹر وحید نے بڑے ادب سے کہا۔

مگر عمران نے اس کے لہجے میں چھپے ہوئے طنز کو بخوبی محسوس کر لیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں ناگواری کے تاثرات پیدا ہوئے پھر بھلا وہ کہاں خاموش رہ سکتا تھا۔

مسٹر وحید"۔ آپ بھی حکومت کے اعلیٰ منصب پر فائز ہیں کچھ آپ کا بھی حق ہے۔"

عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"مگر مجرموں کو گرفتار کرنا میرے فرائض میں داخل نہیں ہے مسٹر ایکسٹو۔"

وزارت داخلہ کے سیکرٹری نے زہر خند لہجے میں جواب دیا عمران نے کنکھیوں سے دروازے کے قریب کھڑے ہوئے سپاہی کو دیکھ رہا تھا

جس کا ہاتھ بار بار اپنی جیب میں جا رہا تھا۔

صدرِ مملکت نے عمران کی طرف دیکھا۔ پھر وقار بھرے لہجے میں بولے۔"

"آپ نے اب تک کیا کیا آفیسر۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔؟

میں اپنے فرائض سے کبھی غافل نہیں ہوتا۔ جناب اس بار مجرم بے حد چالاک ٹکرائے ہیں ان کو گرفتار کرنا لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے۔

عمران نے بھرائے ہوئے لہجے میں سر سلطان کو جواب دیا۔

تو کیا آپ کا کہنا ہے مجرم گرفتار کرنا آپ کے اختیار سے باہر ہے؟"

مسٹر وحید نے کہا۔

"جب آپ کا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں تو آپ خاموش رہیں۔"

عمران نے بے حد تلخ لہجے میں جواب دیا سر سلطان چونک پڑے پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کہیں عمران اٹھ کھڑا ہوا صدر مملکت سوالیہ انداز میں اسے دیکھنے لگے۔

"میں آپ سے اکیلے میں بات کروں گا جناب۔" "وہ کیوں؟"

"آئی ایم سوری وجہ میں یہاں نہیں بتا سکتا ہے۔ ویسے اگر میٹنگ میں۔ مسٹر وحید جیسے دو چار اور جائیں تو میٹنگ رات بھر جاری رہ سکتی ہے۔"

عمران نے کہا۔ پھر جواب سنے بغیر صدر دروازے کی طرف چل دیا صدر دروازے کے قریب پہنچ کر وہ اچانک رکا اور اگلے ہی لمحے دروازے کے قریب کھڑے ہوئے فوجی کی گردن اور دونوں ہاتھ اس کے مضبوط بازوؤں کی گرفت میں تھے۔ اور فوجی اس کی گرفت سے آزاد ہونے کے لیے مچل رہا تھا۔

"اس کو گرفتار کر لو۔"

عمران جلدی سے بولا۔

"ارے کیوں آفیسر۔"

صدر مملکت گویا ہوئے۔

ابھی بتاتا ہوں۔"

عمران نے کہا لہجہ بدستور سنجیدہ ہی رہا۔ اس کا حکم پاتے ہی دوسرے فوجی نے مطالبہ فوجی کو رسی سے جکڑ دیا۔

اور عمران نے اس کی جیب سے سگریٹ نکال لیا۔ پھر جیسے ہی اس نے سگریٹ کیس کھولا۔ اس کے اندر دو ننھے ننھے کیسٹ چل رہے تھے۔

وہ ایک جدید قسم کا ٹیپ ریکارڈ تھا۔

تمام افراد بری طرح چونک پڑے صدر مملکت کا چہرہ لال بھبوکا ہو گیا۔

"اسے لے جا کر بند کر دو۔" صدر مملکت دھاڑے۔

اور دو فوجی مجرم فوجی کو باہر لے گئے سر سلطان کے چہرے پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"میرے خیال میں باہر جانے کی وجہ صرف فوجی کو پکڑنا ہی تھا۔"

صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔ آپ کا خیال درست ہے جناب میں نے اس کے چہرے پر میک اپ دیکھ لیا تھا۔"

عمران نے کہا۔

میں نے آج تک آپ جیسا ذہین آفیسر نہیں دیکھا مسٹر ایکسٹو۔ صدر نے اپنی کرسی سنبھالتے ہوئے کہا۔

عمران بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور میٹنگ دوبارہ شروع ہو گئی۔

اب تمام لوگوں کے ساتھ عمران بھی بحیثیت ایکسٹو اپنے کام کے بارے میں بتلا رہا تھا۔

اس نے سگریٹ کیس کو اپنی جیب میں رکھ لیا تھا۔ شاید وہ اس ٹیپ کی گفتگو کو بعد میں سننا چاہتا تھا۔

آدھے گھنٹے بعد میٹنگ ختم ہو گئی۔ عمران نے صدر مملکت سے تین دن کی مہلت مانگی تھی۔

ہال سے نکل کر وہ سب سے آخر میں اپنی کار تک آیا اور پچھلی سیٹ پر دراز ہو گیا۔ جوزف نے اسٹیرنگ سنبھال لیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل کی طرف فراٹے بھر رہی تھی۔ تنویر اور نعمانی کی کاریں اب بھی اس کے تعاقب میں تھیں۔ پھر فریونیا اسٹریٹ پر انہوں نے تعاقب ختم کر دیا اور عمران کی کار آگے بڑھ گئی۔

صفدر..........

تیز تیز قدموں سے چلا جا رہا تھا۔ گلی کے اختتام پر دائیں طرف بھی ایک گلی تھی۔ سامنے اور بائیں طرف کی دیوار سپاٹ تھی۔

صفدر نے دائیں طرف مڑ کر دوڑنا شروع کر دیا۔ وہ گلی بھی جلد ہی ختم ہو گئی۔ اور بائیں طرف گلی نظر آئی۔ صفدر اس گلی میں دوڑ پایا۔ گلی کے اختتام پر وہ بری طرح چونک پڑا۔ وہ اس طرف پشت کئے کھڑا ہوا نوجوان تھا۔

جو اپنے دائیں بائیں دیکھنے میں مصروف تھا۔ اب صفدر پیچھے نہیں ہٹ سکتا تھا۔ کیوں کہ ہو سکتا تھا نوجوان کی نگاہ اسی پر پڑ

جاتی اور کوئی نیا خطرہ پیدا ہو جاتا۔
صفدر کا ذہن تیزی سے سوچنے میں مصروف تھا اور اچانک وہ دبے قدموں آگے بڑھا۔ پھر اگلے ہی لمحے اس نے اچھل کر نوجوان کی گردن پکڑ لی۔
اس کا ایک ہاتھ نوجوان کے منہ پر تھا وہ اپنے آپ کو صفدر کی گرفت سے چھڑانے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کو سنبھلنے کے موقع بھی نہ مل سکا۔
صفدر اس کی گردن پر ہاتھ رکھے مخصوص رگ کو دبا رہا تھا۔ اور جلد ہی اس نے نوجوان پر قابو پا لیا۔
نوجوان کا سر ایک طرف ڈھلک گیا۔ وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔
صفدر نے آہستگی سے اسے فرش پر لٹا دیا۔ اور خود اس دروازے کو گھورنے لگا جس کے سامنے نوجوان کھڑا تھا۔
اچانک اس نے پھرتی کے ساتھ نوجوان کی تلاشی لی دو بے آواز ریوالور ایک پرس کچھ مقامی کرنسی کے علاوہ اس کی جیب سے ایک لائیٹر اور ایک سگریٹ بھی نکلا۔
صفدر نے باقی چیزیں اس کی جیب میں ڈال دیں سگریٹ کا پیکٹ لائیٹر اور ریوالور اس نے جیب میں رکھ لئے اور دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔
وہی صرف ایک راستہ تھا۔ کہاں جانے کا اس بات سے وہ لاعلم تھا۔

باقی دونوں اطراف کی دیواریں سپاٹ تھیں۔
صفدر نے دروازے نے اپنی جیب سے ریوالور نکال کر ہاتھ میں پکڑا اور اندر داخل ہو گیا۔
وہ ایک بڑا سا کمرہ تھا جس کی چھت پر خاصی پاور کا بلب لگا ہوا تھا اور اس کی روشنی کمرے کے در و دیوار کو منور کر رہی تھی۔
ایک مسہری دو صوفے تین کرسیاں ایک میز کے علاوہ کمرے میں صفدر کو کچھ دکھائی نہ دیا۔
"پھر آخر وہ کمرے کے دروازے پر پہرہ کیوں دے رہا تھا"۔
صفدر نے کمرے میں رکھی ہوئی چیزوں کو گھورتے ہوئے سوچا ضرور کوئی بات ہے ورنہ ظاہر ہے خالی کمرے کے دروازے پہ پہرہ دینا کیا معنی رکھتا ہے۔
اور یہی بات صفدر کے تجسس کو ابھار رہی تھی۔ اور اچانک ہی اس کو عجیب سی آواز کا احساس ہوا جو کمرے میں گونج رہی تھی اس نے فوراً چھپنے کی جگہ تلاش کی اور مسہری سے اچھی جگہ نظر نہ آنے پر مسہری کے نیچے رینگ گیا۔
کمرے میں آواز کی گونج اب تیز ہو چکی تھی۔
اور دو منٹ بعد اچانک دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ پھر دیوار کی دوسری جانب صفدر کو جو کچھ نظر آیا وہ اس کے احساس تجسس

کو جگایا گیا ۔

دیوار کے دوسری جانب سے ایک ٹرالی پر آدمی بیٹھے ہوئے تھے ۔
جو کمرے کی طرف آ رہی تھی ۔

ٹرالی پھسلتی ہوئی کمرے کی طرف آ رہی تھی ایسا لگتا تھا جیسے ٹرالی کو کوئی غیر مرئی قوت دھکیل رہی ہو ۔

اس پر بیٹھے ہوئے آدمی اپنے جسموں پر سبز رنگ کا چست لباس زیب تن کئے ہوئے تھے اور چہرے سے غیر ملکی ہی دکھائی دے رہے تھے ۔ چلنے والی ٹرالی پھٹنے والی دیوار کے قریب آ کر جھٹکے سے رک گئی ۔

وہ دونوں ٹرالی سے اتر کر کمرے میں آ گئے ۔ کمرے میں آ کر ایک نے دیوار پر ہاتھ مارا اور دیواریں آپس میں مل گئیں اب وہ ایک سپاٹ دیوار نظر آ رہی تھی ۔

وہ تیز تیز قدموں سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے ان کے باہر نکلتے ہی صفدر بجلی کی سرعت کے ساتھ مسہری کے نیچے سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھا ۔

اور دوسرے ہی لمحے وہ دروازہ اچھی طرح لاک کر کے اس دیوار کی طرف جا رہا تھا جس کے عقب میں ٹرالی موجود تھی ۔

قریب پہنچ کر اس نے دیوار پر ہاتھ مارا اور دیوار فوراً ہی شق ہو گئی ۔ صفدر کے پیروں میں کریپ سول کے جوتے تھے اس

لئے وہ لوہے کے فرش پر پیر رکھتے ہوئے نہیں گھبرایا اور قریب پہنچ کر اس نے دیکھا کہ ٹرالی کافی بڑی تھی۔ وہ نیچے سے لوہے کی تھی اور اس کے اوپر موٹے تختے کا پیڑا لگا ہوا تھا۔ صفدر فوراً ٹرالی پر چڑھ بیٹھا دیواریں آپس میں مل چکی تھیں۔

صفدر چند لمحوں تک اس پر بیٹھا رہا مگر ٹرالی نہیں چلی صفدر کچھ سوچنے لگا اور اچانک اس کے ذہن میں بجلی کہ ہوا اس نے ٹرالی کے چاروں طرف دیکھنا شروع کیا چند منٹ کی کوشش کے بعد اس کو پیڑے کے کنارے پر لگا ہوا۔ ایک سبز بٹن نظر آگیا۔ صفدر نے کچھ سوچ کر سبز بٹن پش کیا۔ بٹن کے پش ہوتے ہی ٹرالی لوہے کے فرش پر پھسلنے لگی۔ اِس کی رفتار زیادہ تیز نہیں تھی۔ شائد اس کی رفتار ایجاد کرنے والے نے یوں کم کر رکھی تھی کہ کبھی اس پر بیٹھنے والا نیچے نہ گر پڑے ٹرالی دو منٹ تک سیدھی چلی گئی۔ اِس کے بعد وہ خود بخود بائیں طرف مڑ گئی۔ صفدر آنکھیں بچا کہ چاروں طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور بدستور دبا ہوا تھا۔ اس گلی میں بھی ٹرالی نے دو منٹ صرف کئے۔ پھر بائیں طرف مڑ گئی۔

صفدر کا احساسِ تجسس بڑھتا رہا۔ اسے مجرم خطرناک ہونے کے ساتھ ساتھ دلچسپ بھی معلوم ہو رہے تھے۔ اِس گلی میں ٹرالی نے ایک منٹ صرف کیا۔ پھر ایک دروازے کے سامنے رک گئی اس جگہ کی دیوار سپاٹ ہی رہی۔ پھر کچھ سوچ کر صفدر نے سُرخ

بٹن پش کر دیا۔ دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ اس جگہ چھ ٹرالیاں اور بھی موجود تھیں۔ جو سب ایک ہی نمونے کی تھیں۔ دیوار کے پھٹتے ہی صفدر اچھل کر دوسری طرف جا گرا۔ پھر پھرتی کے ساتھ اٹھا اور اس دروازے کی طرف بڑھ گیا جو کافی بڑا تھا۔ دروازے کے قریب پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا مگر اندر داخل ہوتے ہی اِس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں اور دماغ میں سنسناہٹ محسوس ہونے لگی۔

اس سے آگے کیا ہوا۔ صفدر اور تنویر مجرموں کی قید سے کیسے آزاد ہوئے؟

کیا عمران نے تین دن کے اندر مجرموں کو گرفتار کر لیا؟

اور اِس طرح دوسرے سوالات جو حل نہیں ہو سکے انہیں حل کرنے کے لئے اس ناول کے دوسرے حصہ میں پڑھیئے۔

حصہ دوم
پڑھیئے